الله نور السموات والارض مثل نوره كمشكوة فيها مصباح

مشکوٰۃ قادیان

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

کام مشکل ہے بہت منزلِ مقصود ہے دُور
اَے مِرے اہل وفا سُست کبھی گام نہ ہو

ستمبر اکتوبر 2003 عیسوی تبوک اخاء 1382 ہجری شمسی

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی کارگزاریوں پر ایک طائرانہ نظر

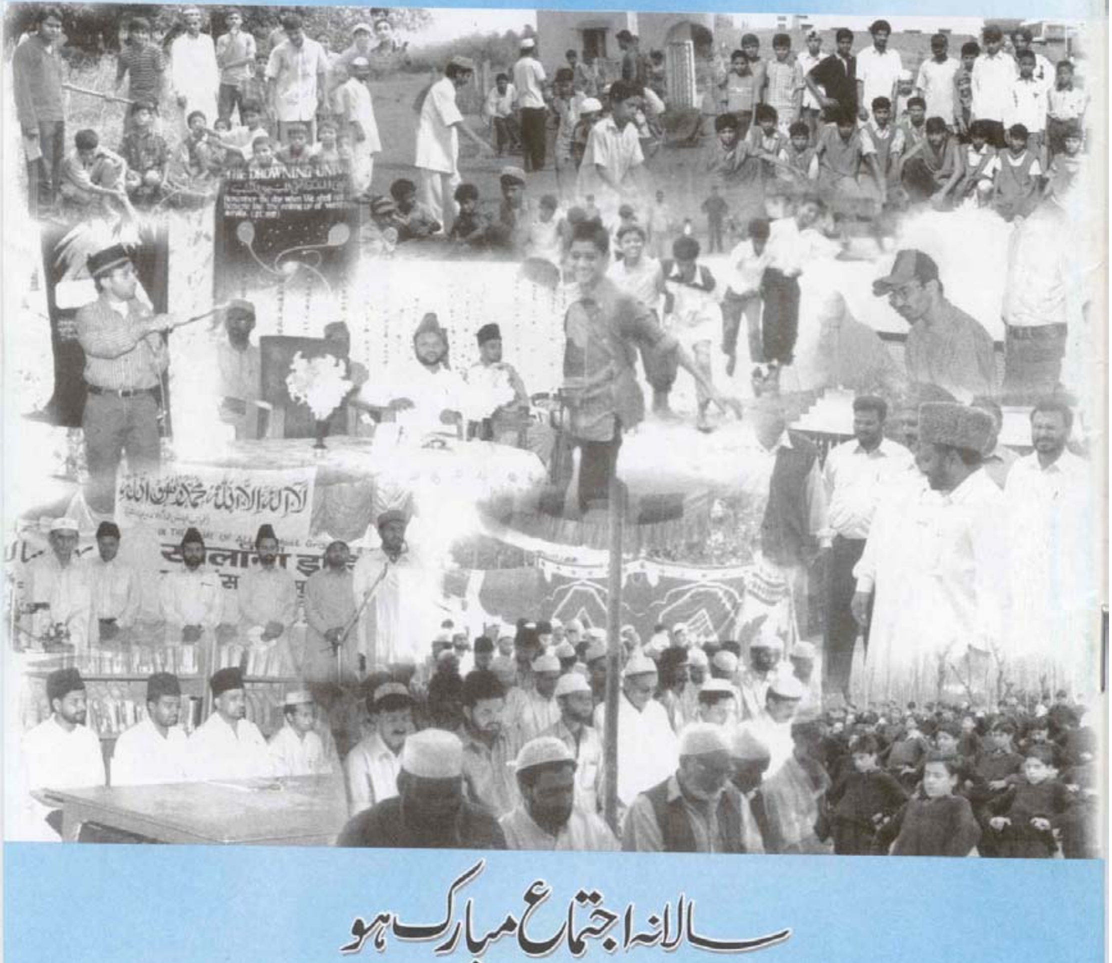

سالانہ اجتماع مبارک ہو

محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت مجلس اطفال الاحمدیہ قادیان کی طرف سے مسجد اقصیٰ میں منعقدہ یوم والدین کے اجلاس میں خطاب فرماتے ہوئے۔ تصویر میں دائیں طرف سے مکرم مولانا منیر احمد صاحب خادم ایڈیٹر ہفت روزہ بدر اور مکرم ڈاکٹر طارق احمد صاحب ایس ایم او احمدیہ شفاخانہ بھی نظر آرہے ہیں۔

جولائی ۲۰۰۳ء کو یادگیر میں آل کرناٹک وقف نو اجتماع کا انعقاد کیا گیا۔
اس موقعہ پر محترم شیراز احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے ساتھ واقفین بچوں کی گروپ فوٹو

مکرم مولوی مظہر احمد صاحب وسیم مبلغ سلسلہ Goa، جناب منوہر پاریکر وزیر اعلیٰ گوا کی خدمت میں کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا تحفہ پیش کرتے ہوئے۔

مورخہ ۱۵ رجون ۲۰۰۳ء کو یادگیر میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی کتاب Revelation, Rationality, Knolwledge & Truth پر ایک سیمینار کا انعقاد کیا گیا۔ اس موقعہ پر محترم محمد سلیم صاحب سگری امیر جماعت احمدیہ یادگیر تقریر کرتے ہوئے۔

مورخہ ۲۲ رجولائی ۲۰۰۳ء کو جوبلی ہال افضل گنج حیدرآباد میں ایک تربیتی اجلاس کا انعقاد کیا گیا۔
اس موقعہ پر محترم مولوی سید کلیم الدین صاحب مبلغ سلسلہ دہلی تقریر فرماتے ہوئے۔
علاوہ ازیں محترم مبلغ صاحب حیدرآباد اور محترم صوبائی امیر صاحب آندھرا پردیش بھی تشریف فرما ہیں۔

گذشتہ دنوں میں مرکرہ، کیرلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی کتاب پر سیمینار کا انعقاد کیا گیا۔
اس موقعہ پر لگائے گئے بک اسٹال پر خدام ڈیوٹی دیتے ہوئے۔

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم   بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعودؑ

ماہنامہ

مشکوٰۃ

قادیان

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

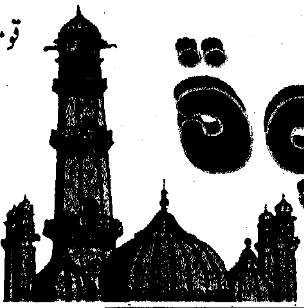

قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی۔
(المصلح الموعودؓ)

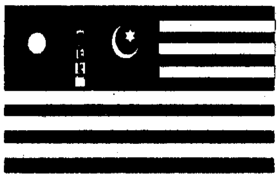

جلد 22 تبوک/اخاء 1382 ھجری شمسی بمطابق ستمبر/اکتوبر 2003ء شمارہ-10,9

ضیاپاشیاں

’آگے قدم بڑھائے جا‘	2
فی رحاب تفسیر القرآن	3
کلام الامام	4
حضرت ذوالفقار علی گوہر رضی اللہ عنہٗ	5
بغداد نے دنیا کو کیا دیا؟	8
داستان درویش	17
میر تقی میر	22
بزم اطفال	25
دنیائے طب	28
اخبار قادیان و اخبار مجالس	29
بلا تبصرہ	35
انسانی جسم	37
رپورٹ ہائیکنگ - جامعہ احمدیہ قادیان	38

نگران: محمد نسیم خان
صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایڈیٹر
زین الدین حامد

نائبین
نصیر احمد عارف
عطاء الٰہی احسن غوری
شاہد احمد ندیم

مینجر: حافظ مخدوم شریف، برائے دفتری امور
سیّد فیروز الدین، برائے سرکلیشن
پرنٹر و پبلشر: منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے
کمپوزنگ: عطاء الٰہی احسن، صمد احمد غوری، طاہر احمد امینی، شاہد احمد ندیم
دفتری امور: راجا ظفر اللہ خان انسپکٹر مشکوٰۃ
مقام اشاعت: دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت
مطبع: فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان

e-mail: mishkat_qadian@yahoo.com

سالانہ بدل اشتراک
اندرون ملک: 120 روپے
بیرون ملک: 30 امریکن $ یا متبادل کرنسی
قیمت فی پرچہ: 10 روپے

مضمون نگار حضرات کے افکار و خیالات سے رسالہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے

Printed at Fazle Umar Printing Press Qadian and Issued from Office Majlis Khuddamul Ahmadiyya Qadian (Pb)
By Munir Ahmad Hafizabadi M.A Printer & Publisher.

آگے قدم بڑھائے جا

سیدنا حضرت اقدس مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ بانئ تنظیم مجلس خدام الاحمدیہ کا منظوم کلام

ذکرِ خدا پہ زور دے ظلمت دل مٹائے جا　　گوہرِ شب چراغ بن دنیا میں جگ مگائے جا
دوستوں دشمنوں میں فرق دابِ سلوک یہ نہیں　　آپ بھی جامِ مے اُڑا غیر کو بھی پلائے جا
خالی امید ہے فضول سعئ عمل بھی چاہئے　　ہاتھ بھی تو ہلائے جا آس کو بھی بڑھائے جا
جو لگے تیرے ہاتھ سے زخم نہیں علاج ہے　　میرا نہ کچھ خیال کر زخم یونہی لگائے جا
مانے نہ مانے اس سے کیا بات تو ہوگی دو گھڑی　　قصۂ دل طویل کر بات کو تو بڑھائے جا
کشورِ دل کو چھوڑ کر جائیں گے وہ بھلا کہاں　　آئیں گے وہ یہاں ضرور تُو انہیں بس بُلائے جا
منزلِ عشق ہے کٹھن راہ میں راہزن بھی ہیں　　پیچھے نہ مُڑ کے دیکھ تو آگے قدم بڑھائے جا
عشق کی سوزشیں بڑھا جنگ کے شعلوں کو دبا　　پانی بھی سب طرف چھڑک آگ بھی تو لگائے جا

JMB Ricemill Pvt. Ltd.

AT: TISALPUT, P.O.: RAHANJA, BHADRAK, PIN-756111
Ph: 06784-50853 Res: 50420

"انسان کی ایک ایسی فطرت ہے۔ کہ وہ خدا کی محبت اپنے اندر مخفی رکھتی ہے پس جب وہ محبت تزکیہ نفس سے بہت صاف ہو جاتی ہے اور مجاہدات کا صیقل اس کی کدورت کو دور کر دیتا ہے تو وہ محبت خدا کے نور کا پرتو حاصل کرنے کے لئے ایک مصفا آئینہ کا حکم رکھتی ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو جب مصفا آئینہ آفتاب کے سامنے رکھا جاوے تو آفتاب کی روشنی اس میں بھر جاتی ہے" (کلام امام الزمان)

كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ۝ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۝

22

(سورة العلق)

فی رحاب تفسیر القرآن

كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ۝ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ

ترجمہ: یوں نہیں (ہوگا جیسے وہ چاہتا ہے بلکہ) اگر وہ (ان کاموں سے) باز نہ آیا تو ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کے گھسیٹیں گے۔ ایک جھوٹی پیشانی (اور) خطا کار پیشانی (کے)۔

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

تفسیر: فرماتا ہے کَلَّا ہرگز نہیں ہرگز نہیں تم جو یہ خیال کرتے ہو کہ ہمارے اس بندہ کو کمزور اور ناتوان سمجھ کر بے یار و مددگار خیال کر کے عبادت سے روک دو گے ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ تمہارے سارے خیالات باطل ثابت ہوں گے۔ اور تمہاری اپنی طاقت اور قوت کے متعلق گھمنڈ سب جاتا رہیگا۔ چنانچہ آج ہم اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ وہ جو ملک کا بادشاہ کہلاتا ہے جو لیڈر اور سردارِ قوم کہلاتا ہے اگر وہ اپنی شرارتوں سے باز نہیں آئے گا تو ہم اسے سختی سے گھسیٹ کر اس کا انتقام لیں گے۔ سَفْعٌ کے معنی عربی زبان میں کسی چیز کو پکڑ کر زور سے گھسیٹتے لئے جانے کے ہوتے ہیں۔ کفار میں بھی یہ عادت تھی کہ جب مسلمان غلام نماز کے لئے جاتے یا اپنے کسی اور کام کے لئے باہر نکلتے تو وہ انہیں کبھی ٹانگوں سے پکڑ کر اور کبھی سر کے بالوں سے پکڑ کر نہایت سختی کے ساتھ گھسیٹنا شروع کر دیتے اور کہتے کہ تم بتوں کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کیوں کرتے ہو۔

ایک غلام صحابی نے جو لمبے عرصے تک کفار کے مظالم کا تختہ مشق بنے رہے تھے ایک دفعہ اسلام کی فتوحات کے زمانہ میں اپنی قمیص اتاری تو لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ان کی پیٹھ کا چمڑا ایسا ہے جیسے بھینسے کا چمڑا ہوتا ہے انہوں نے خیال کیا کہ غالباً یہ کوئی مرض ہے چنانچہ انہوں نے اس صحابی سے پوچھا کہ آپ کو یہ کیا بیماری ہے کہ آپ کی پیٹھ کا چمڑا بالکل ایسا ہے جیسے کسی جانور کا چمڑا ہوتا ہے۔ وہ صحابی ہنس پڑے اور کہا تم کیا جانو یہ کیا چیز ہے۔ یہ بیماری نہیں بلکہ ان مظالم کا نشان ہے جو کفار مکہ کی طرف سے ہم پر ڈھائے جاتے تھے۔ پھر انہوں نے سنایا کہ جب ہم نے اسلام قبول کیا تو چونکہ ہم غلام تھے اور مالک کو اسی ملک کے قانون کے مطابق ہم پر ہر قسم کے اختیارات حاصل تھے۔ جب وہ دیکھتے کہ ہم شرک نہیں کرتے تو بعض دفعہ وہ ہمارے پاؤں میں رسیاں باندھ کر ہمیں گلیوں میں گھسیٹنا شروع کر دیتے۔ اور بعض دفعہ رسیاں باندھنے کے بجائے سر کے بالوں کو پکڑ کر گھسیٹنے لگ جاتے۔ گلیوں میں پتھر پڑے ہوئے ہوتے تھے مگر وہ اس بات کی کوئی پرواہ نہ کرتے اور ہمیں بے دردی کے ساتھ ان پتھروں پر گھسیٹتے چلے جاتے۔ یہاں تک کہ ہمارے چمڑے چھل جاتے اور چونکہ یہ مظالم ان کی طرف سے متواتر ہوئے اس لئے نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے چمڑے اپنی شکل کھو بیٹھے اور اس شکل میں آگئے جس شکل میں آج تم دیکھ رہے ہو۔ انہی واقعات کی طرف جو مکہ میں پیش آنے والے تھے اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت اشارہ کر دیا اور بتا دیا کہ ابھی تو یہ لوگ صرف عبادت سے روک رہے ہیں پھر وہ بھی وقت آنے والا ہے جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے مکہ کی گلیوں میں گھسیٹے جائیں گے اور ان کی کمریں چھیلی جائیں گی۔ اور چونکہ مسلمانوں کے ساتھ یہ واقعات پیش آنے والے ہیں اور کفار مکہ اپنی طاقت کے بل بوتے پر ان کو قسم قسم کے مصائب میں مبتلاء کرنے والے ہیں اس لئے ہم کہتے ہیں کہ تم آج اس شخص کو جو ان میں خاص اثر رکھتا ہے اور جو اپنی طاقت اور قوت کا دعویدار ہے یہ سنا دو کہ اگر ان کو گھسیٹنا آتا ہے تو ہم کو بھی گھسیٹنا آتا ہے۔ ہم ان کے سر کے بالوں سے نہایت سختی کے ساتھ گھسیٹیں گے اگر یہ اس ناصیہ کو گھسیٹا کرتے تھے جو خدا تعالیٰ کے سامنے سجدہ کرتی تھی تو ہم اس ناصیہ کو کیوں نہیں گھسیٹیں گے جو جھوٹی اور خطا کار ہے۔ اگر خدائے واحد کے آگے عبادت کرنے والی ناصیہ گھسیٹی جاسکتی ہے تو وہ ناصیہ جو بتوں کے آگے جھکتی ہے وہ گھسیٹے جانے کی کیوں مستحق نہیں۔ (جاری)

(تفسیر کبیر جلد نہم صفحہ 287,286)

رسالہ مشکوۃ کو قلمی تعاون کی ضرورت ہے۔ اہل علم حضرات اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں۔ (ایڈیٹر مشکوۃ)

اس زمانہ کا حصن حصین میں ہوں

کلام الامام

حضرت اقدس مسیح موعود بانئ جماعت احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک محی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اس نے کہا ھٰذا رَجُلٌ یُحِبُّ رَسُولَ اللّٰہِ یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبت رکھتا ہے اور اس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرط اعظم اس عہدہ کی محبت رسول ہے سو وہ اس شخص میں متحقق ہے۔''

(براہین احمدیہ چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد اول، حاشیہ در حاشیہ نمبر 3، صفحہ 895)

''دنیا مجھے قبول نہیں کرسکتی کیوں کہ میں دنیا میں سے نہیں ہوں۔ مگر جن کی فطرت کو اُس عالم کا حصہ دیا گیا ہے وہ مجھے قبول کرتے ہیں اور کریں گے۔ جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اُس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اُس سے کرتا ہے جس کی طرف سے میں آیا ہوں۔ میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اس روشنی سے حصہ لے گا مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا۔ اس زمانہ کا حصن حصین میں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔''

(فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 34)

''مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے قرآن کے حقائق اور معارف کے سمجھنے میں ہر ایک روح پر غلبہ دیا گیا ہے اور اگر کوئی مولوی مخالف میرے مقابل پر آتا جیسا کہ میں نے قرآنی تفسیر کے لئے بار بار ان کو بلایا تو خدا اس کو ذلیل اور شرمندہ کرتا۔ سو فہم قرآن جو مجھ کو عطا کیا گیا یہ اللہ جلّ شانہٗ کا ایک نشان ہے۔ میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ عنقریب دنیا دیکھے گی کہ میں اس بیان میں سچا ہوں۔

(سراج منیر۔ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 41)

''میں اکیلا نہیں وہ مولیٰ کریم میرے ساتھ ہے اور کوئی اس سے بڑھ کر مجھ سے قریب تر نہیں۔ اسی کے فضل سے مجھ کو یہ عاشقانہ روح ملی ہے کہ دکھ اٹھا کر بھی اس کے دین کے لئے خدمت بجالاؤں اور اسلامی مہمات کو بشوق وصدق تمام تر انجام دوں۔ اس کام پر اس نے آپ مجھے مامور کیا ہے اب کسی کے کہنے سے میں رک نہیں سکتا۔''

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5، صفحہ 35)

''ایک تقویٰ شعار آدمی کے لئے یہ کافی تھا کہ خدا نے مجھے مفتریوں کی طرح ہلاک نہیں کیا بلکہ میرے ظاہر اور باطن اور میرے جسم اور میری روح پر وہ احسان کئے جن کو میں شمار نہیں کرسکتا۔ میں جوان تھا جب خدا کی وحی اور الہام کا دعویٰ کیا اور اب میں بوڑھا ہوگیا اور ابتداء دعویٰ پر بیس برس سے بھی زیادہ عرصہ گزر گیا۔ بہت سے میرے دوست اور عزیز جو مجھ سے چھوٹے تھے فوت ہوگئے اور مجھے اس نے عمر دراز بخشی اور ہر ایک مشکل میں میرا متکفل اور متولی رہا۔ پس کیا ان لوگوں کے یہی نشان ہوا کرتے ہیں کہ جو خدا تعالیٰ پر افترا باندھتے ہیں۔''

(انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد 11، صفحہ 51,50)

حضرت مسیح موعودؑ کے ایک جلیل القدر صحابیؓ کا ذکر خیر جن کا حضرت مسیح موعودؑ سے غیبی تعارف ہوا۔ آپؑ کی کتاب ''ازالہ اوہام'' پڑھی اور پھر خط کے ذریعہ بیعت کی۔ جن کا اسم گرامی

حضرت خان ذوالفقار علی خان صاحب گوہرؓ

ترتیب و تحقیق: مکرم ظہور احمد خان جاوید مبلغ سلسلہ احمدیہ، جیاٹ ڈیسنڈ

حضرت خان ذوالفقار علی خان گوہرؓ ۱۸۶۹ء کو رام پور ضلع مراد آباد (یوپی) میں پیدا ہوئے۔ آپؓ علی برادران (محمد علی۔ شوکت علی) کے بڑے بھائی تھے۔ جہاں ان دونوں بھائیوں کو سیاست میں حصہ لینے اور خدمتِ قوم و وطن کر کے خاص شہرت حاصل ہوئی وہاں آپؓ حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے مخلص صحابہؓ میں سے تھے۔

جب حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعودؑ نے خدا سے اذن پا کر مسیح موعودؑ اور مہدی موعودؑ کا دعویٰ کیا اور اپنی تائید میں کئی کتب لکھیں جن میں وفات مسیح اور اپنے دعاوی کا ذکر تھا تصنیف فرمائیں، ادھر مولوی ذولفقار علی خانؓ صاحب گوہر کا حضرت مسیح موعودؑ سے غیبی تعارف ہوا آپؓ کی کتاب ''ازالہ اوہام'' کا مطالعہ کیا آپؓ نے حق شناسی اور بڑی فراست سے پہچان لیا کہ حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہی وہ مسیح اور مہدی ہیں جن کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئیاں فرمائی تھیں؟ چنانچہ آپؓ نے پھر جلد ہی خط کے ذریعہ حضرت مسیح موعودؑ سے بیعت کی اور سلسلہ میں داخل ہو گئے۔ آپؓ ایک مشہور خاندان کے چشم و چراغ تھے آپؓ کے والد مرحوم عبد العلی خان صاحب رام پور کے نواب کے وزیر بھی رہے تھے۔ اور آپؓ کی والدہ مرحومہ احمدی بیگم صاحبہ جو اپنے بیٹوں (علی برادران) محمد علی اور شوکت علی کے ساتھ میدانِ سیاست میں ''بی اماں'' کے نام سے مشہور تھیں مرحومہ بڑی مقررہ اور عالمہ تھیں۔ چنانچہ آپؓ بڑے تھے اس لئے جب آپؓ کے والد کا انتقال ہوا تو آپؓ نے علی گڑھ سے اپنی تعلیم چھوڑ کر ملازمت اختیار کی اور اپنے خرچ پر اپنے بھائیوں کو تعلیم دلائی حتیٰ کہ محمد علی صاحب کو تعلیم کے لئے ولایت بھیجا۔ یہ آپ کے ذوالقربیٰ سے حسن سلوک اور اُن کی خدمت کی ایک بہترین مثال ہے ۱۹۰۴ء میں آپؓ کی زیارت حضرت مسیح موعودؑ سے گورداسپور میں ہوئی اُس وقت آپ نائب تحصیلدار تھے پھر آپ نے نائب تحصیلدار کی حیثیت سے پنشن حاصل کی اور آخری عمر میں اپنے مُقدس آقا کی بستی قادیان میں ۱۹۲۰ء میں ہجرت کر کے آ گئے۔

۱۹۲۴ء میں آپ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ آپ حضرت مصلح موعودؓ کے ہمراہ چند خدام کے ساتھ یورپ گئے۔

آپ نے اپنی پوری زندگی سلسلہ احمدیہ کی خدمت میں لگا دی آپؓ صدر انجمن احمدیہ کے دوسرے ناظر اعلیٰ رہے۔ اور کچھ عرصہ ناظر امور عامہ اور بالآخر دفتر تحریک جدید میں شُعبہ تعلیم و تربیت کے انچارج بھی رہے۔

تقسیم ملک وقت آپ دہلی میں مُقیم تھے اور وہاں سے ہجرت کر کے لاہور پہنچے اور اسی جگہ آپؓ کی وفات ۲۶ فروری جمعۃ المبارک ہوئی۔ بوجہ موصی ہونے کے آپؓ کا جنازہ ربوہ لایا گیا اور وہیں آپؓ مدفون ہیں۔

رَاہیِ ملکِ بقاء تم پر سلام — صاحبِ صدق وصفا تم پر سلام
گوہر یکتائے ما، تم پر سلام — ذولفقارِ میرزاؑ تم پر سلام

احمدیت کے نور سے منور ہونے کے بعد خدا تعالیٰ نے آپ کو بہت سی برکتوں سے نوازا۔ چنانچہ آپ کے ہاں چودہ ۱۴ بچے اور بچیاں پیدا ہوئیں اور جس وقت آپ اس دنیا سے رحلت فرمائی۔ آپؓ اپنے متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں اپنی یادگار چھوڑ گئے۔ چنانچہ آپؓ ہی کی طرح آپکی اولاد نے بھی سلسلہ احمدیہ کی بہت خدمت کی چنانچہ آپؓ کے دو بڑے بیٹے مکرم حاجی ممتاز علی خان صاحب بطور درویش مقیم رہے۔ مکرم مولوی عبد المالک خان صاحب بطور مبلغ کراچی میں رہے اور پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب ایم۔ ایس۔ سی تعلیم الاسلام کالج لاہور میں رہے۔

آپؓ نے جہاں حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں بیعت کا شرف حاصل کیا وہاں خلافت ثانیہ کے ساتھ بھی انتہائی وفاداری اور محبت اور اخلاص کا نمونہ دکھایا۔ یہی وجہ ہیکہ آخری عمر میں جب تک آپ کی صحت نے اجازت دی موعود خلیفہ کے مقربوں کے ساتھ خدمتِ دین میں مصروف رہے۔

آپؓ ہندوستان کے مشہور شاعر داغؔ کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔ آپؓ کا کلام احمدیت کی تائید میں بہت ہے۔ عربی، فارسی، اُردو اور انگریزی کے عالم تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی غلامی کے بعد ظاہری شہرت

پسند نہ کی اور خاموش خدمت میں لگے رہے خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے بڑے فدائی اور تہجد گزار اور خدارسیدہ بزرگوں میں سے تھے۔

جناب حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری جو آپؓ کی وفات کے وقت قادیان میں بطور ناظر تعلیم و تربیت سلسلہ احمدیہ کی خدمات سرانجام دے رہے تھے اور آپ کے داماد تھے، بیان کرتے ہیں کہ جب ۱۹۳۴ء میں بہار میں شدید زلزلہ آیا جس سے اس علاقہ میں سخت تباہی ہوئی۔ آپ کی دُعا نے ایک عجیب کرشمہ دکھایا اور جو ایک ایمان افروز واقعہ ہے۔ محترم حکیم صاحب نے سُنایا کہ جس رات یہ زلزلہ آنے والا تھا۔ حضرت مولوی صاحبؓ رام پور (یوپی) میں تھے اور حکیم صاحب کی گھر والی یعنی مولوی صاحبؓ کی صاحبزادی محترمہ زبیدہ بیگم صاحبہ بھی رام پور ہی میں تھیں کہ رات تہجد کے وقت آپؓ کو آواز آئی ''اپنی مونگھیر والی بیٹی سے کہو کہ یہ دُعا پڑھے یاحیی یا قیوم برحمتك استغيث يا ارحم الرّحمين''۔ آپؓ نے پوچھا کون ہے؟ تو ایک صورت سامنے آئی اور جواب دیا ''میں اللہ کہتا ہوں''۔

چنانچہ آپؓ نے اپنی بیٹی محترمہ زبیدہ بیگم صاحبہ کو اُسی وقت جگایا اور اس دُعا کی طرف توجہ دلائی۔ بقیہ رات گھر کے تمام افراد دُعاؤں میں لگے رہے اسی صبح تمام اخباروں میں بہار کے شدید زلزلہ کی خبر شائع ہوگئی اور بعض انگریزی اخباروں نے لکھا "Monghyr is no more" یعنی مونگھیر بالکل مٹ چکا مگر خدا کی قدرت کا عجیب کرشمہ ہوا کہ زلزلہ کے وقت میں اپنے گھر میں تھا سارا شہر زمین سے پیوست ہوگیا لیکن میرا مکان اگرچہ شکستہ ہوگیا مگر خدا کے فضل سے گرنے سے محفوظ رہا اور اسی طرح مونگھیر کے دوسرے احمدی احباب بھی مقابلۃً محفوظ رہے۔ دراصل یہ سب حفاظت حضرت مسیح موعودؑ کی برکت سے ظاہر ہوئی۔ جس کے پاک تعلق سے خدا تعالیٰ نے بروقت اپنے بندوں کو الہام خاص سے دُعا کی تحریک کی پھر انہیں بپایہ قبولیت جگہ دی (فالحمد للہ علیٰ ذالک)

جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب آپ کے بیٹے حاجی ممتاز علی صاحب درویش قادیان کے نام تعزیت کا خط لکھتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:-

آنمحترم ہمارے خاص ساتھیوں میں سے تھے ۱۹۲۴ء میں جب حضرت صاحب کے ہمراہ دمشق میں وارد ہوا تھا تو حُسن اتفاق سے اُسی ہوٹل میں قیام ہوا جس کے قریب ایک مسجد تھی اور اُس کا مینارہ سفید تھا۔ اُسی وقت خلیفہ حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے وارد دمشق کو عند المنارۃ البیضاء والی حدیث کو پورا کرنیوالا بتایا تھا اور حُسن اتفاق سے اُسوقت جبکہ یہ اِنکشاف فرمایا حضرت اور یہ عاجز دونوں حضور کے ہمراہ اُس ہوٹل میں مُقیم تھے حضورؓ نے فرمایا۔ یہ دیکھو اسوقت صرف دو احباب ہی ہیں (ذالک فضل اللہ یُؤتی من یشاء)

حضرت خان ذوالفقار علی خان گوہر کا دینی جوش و حرارت ایمانی

مولانا عبدالماجد صاحب دریا آبادی مدیر ''صدق جدید'' لکھنو کا ادارتی نوٹ ''روزنامہ ملّت'' کے حوالے سے درج ذیل ہے:

''لکھنؤ اور کانپور کے اردو روزناموں سے اطلاع ملی ہے کہ ذوالفقار علی خان گوہر بی۔ اے نے لاہور میں ۲۶ فروری (جمعہ) کی شام کو انتقال کیا۔ داغ کے شاگرد تھے اور خود بھی گو بہت کم کہتے تھے لیکن اچھا کہہ لیتے تھے۔ مشہور و معروف علی برادران کے بڑے بھائی تھے۔ شوکت علی سے بھی اور محمد علی سے تو بہت بڑے......محمد علی سے پوری محبت اِن کے آخر وقت تک قائم رہی۔ ایک قادیانی کے حق میں کیا کہا جائے؟ کلمۂ خیر تو شاید ایک ہندو ایک سکھ ایک مسیحی کے حق میں گوارا بھی ہو جائے۔ لیکن ایک ''قادیانی'' کے حق میں کیسے زبان پر لایا جائے،

''دل پھر طوافِ کوئے ملامت کو جائے ہے''

کے ماتحت ایک چھوٹا سا واقعہ آپ بیتی کی قسم کا تو ہمّت کر کے عرض کر ہی دیا جاتا ہے

''مئی ۱۹۲۸ء کا ذکر ہے کہ مولانا محمد علی کی منجھلی صاحبزادی کا عقد دہلی میں تھا۔ اس تقریب میں یہ بھی آئے ہوئے تھے (یعنی خانصاحبؓ) ایک روز دوپہر کی تنہائی میں دو معزز مہمانوں نے مسائل اسلامی پر کچھ تنز و تمسخر شروع کیا (دونوں بیرسٹر تھے اور لامذہب نہیں۔ بلکہ اچھے خاصے مسلمان اور ایک صاحب ماشاء اللہ ابھی موجود ہیں) مخاطب ''مسیح'' (سابق صدق) کا ایڈیٹر تھا لیکن قبل اس کے کہ وہ کچھ بھی بول سکے ایک اور صاحب نے جو اس وسیع کمرے کے کسی گوشے میں لیٹے ہوئے تھے۔ کڑک کر ایک ایک اعتراض کا جواب دینا شروع کر دیا اور وہ جوابات اتنے کافی بلکہ شافی نکلے کہ مخاطب اصلی کو بولنے کی ضرورت ہی نہ پڑی۔ یہ نصرت اسلام میں تقریر کر ڈالنے والے بھی ذوالفقار علی خان تھے۔ اس جوشِ دینی حرارت ایمانی رکھنے والے سے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ نرمی اور راحت ہی کا معاملہ فرمائیں اور اسکی لغزشوں کو سرے سے درگزر فرمائیں۔''

(صدق جدید لکھنؤ) (بحوالہ روزنامہ ملت لاہور مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۵۴ء)

اس حوالے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ باوجود شدید دشمنی ایڈیٹر نے یہ اقرار کیا کہ خانصاحبؓ جوش دینی حرارت ایمانی رکھتے تھے اور نصرت اسلام میں تقریر کرتے تھے (ھذا الفضل ما شھدت بہ الاعداء)

الغرض آپؓ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ آپؓ ۲۶ فروری کو شام کے وقت ۹۶ سال کی عمر میں اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا تعالیٰ آپ کو جنت کے اعلیٰ مقامات میں جگہ دے اور آپؓ کے درجات بلند فرمائے (آمین یا ارحم الراحمین۔ آپ کی وفات کی خبر ریڈیو پاکستان نے نشر کی۔

احمدیت میں گزار دی عمر یوں — جیسے شریانوں میں پاک خون
بھولے بھٹکے کا رہا تو رہنما — رہروِ راہِ ہدیٰ تم پر سلام
حق نے دکھلائی تجھے راہِ صواب — تین بیعت تین ہجرت کا ثواب
کام آئے گا ترے یوم الحساب — مرحبا مرحبا تم پر سلام

استعانت: (۱) تاریخ احمدیت جلد سوم
(۲) روایات صحابہؓ جلد 6 ص 337 تا 379
(۳) الفضل ۱۳، ۱۶، ۱۷ مارچ ۱۹۵۴ء

HOWASHAFEE ھو الشافی
ہومیوپیتھک کلینک قادیان
Homeopathic Clinic Qadian
ڈاکٹر چوہدری عبدالعزیز اختر
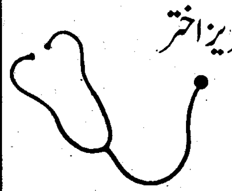
We treat but Allah cures
محلہ احمدیہ، قادیان، پنجاب-143516
(Res.) 01872-220351
(Clinic) -222278

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

Ahmad Fruit Agency
Commission &
Forwarding Agents
Asnoor, Kulgam (Kashmir)
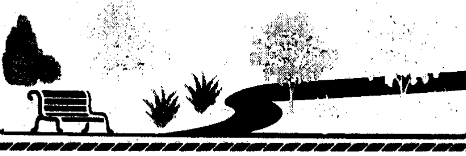

فللہ الحمد
رب السمٰوٰت ورب الارض رب العٰلمین ولہ الکبریاء فی السمٰوٰت والارض وھو العزیز الحکیم ﴿الجاثیة ۳۷-۳۸﴾
We treat but Allah cures. ھو الشافی
Praise & Greatness-All For Allah Only.
طالب دعا
Fatema Rashid
Nursing Home & Hospital
Qadian.143516.Punjab
فاطمہ رشید ہسپتال قادیان
Ph: 01872-220002, 220404
Fax: 01872-221223

عروس البلاد
بغداد نے دنیا کو کیا دیا؟

بغداد　دریائے دجلہ پر واقع شہر،
بغداد　اسلامی خلافت کا پانچ سو سال تک مرکزی مقام
بغداد　الف لیلۃ و لیلۃ کی کہانیوں کا شہر
بغداد　تین اسلامی مکتب فکر کے بانیوں کا شہر
بغداد　علم وحکمت کا پانچ سو سال تک عالمی مخزن

اسلامی ثقافت اور تہذیب کا گہوارہ، علوم وفنون کا مرکز بغداد امریکہ کی بربریت کے نتیجہ میں ایک یاد بن کر رہ گیا ہے۔ امریکہ اور برطانیہ کی فوجوں نے نہایت سفاکانہ اور جابرانہ اقدام کر کے اس کو تہس نہس کر دیا ہے۔ فلک بوس عمارتیں پیوند خاک کر دی گئیں۔ ہزاروں بے گناہ، معصوم بچے، اور عورتیں ماری گئیں۔ اربوں کی جائیدادیں جل کر خاکستر ہوگئیں۔ صدیوں پرانہ تمدنی اور ثقافتی ورثہ دجالیت کی نذر ہوگیا۔ فریڈم کے نام پر نہایت ظالمانہ طور پر اس خوبصورت شہر کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی۔ اس کا عظیم تاریخی ورثہ عالمی برادری سے عدل وانصاف کی گہار لگا رہا ہے۔ تاریخ دانوں سے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ قبل ازیں بھی چنگیز خان اور ہلاکو خان نے بھی 12 ویں صدی میں اس پر حملہ کر کے اسے تباہ و برباد کر دیا تھا مگر دنیا اس حقیقت سے بھی خوب واقف ہے کہ خلیفہ المنصور کا بسایا ہوا یہ شہر ہر ابتلاء اور مصیبت میں پہلے سے بڑھ کر طاقت بن کر ابھرا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہی تاریخ پھر دہرائی جائے گی اور موجودہ اندوہ ناک اور المناک دور سے بغداد نہایت عمدہ رنگ میں پھر دنیا کے پردہ پر بڑی آب و تاب کے ساتھ چمکے گا۔ ظالم ضرور سزا پائے گا جلد یا بدیر۔

یہ وہ عظیم تاریخی شہر ہے جس نے اپنی علمی آب وتاب سے ایک زمانہ میں دنیا کو خواب غفلت سے بیدار کیا تھا۔ آج کی تمام سائنسی ترقی اور آنکھوں کو خیرہ کرنے والے ایجادات اس عظیم الشان شہر کی مرہون منت ہیں۔

زیر نظر مضمون میں ان تمام امور پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ (ادارہ)

پرانے زمانے میں عراق کے ملک کو میسوپوٹیمیا کہا جاتا تھا۔ اور دریائے دجلہ اور فرات کے درمیان کے علاقہ کو فرٹائیل کریسنٹ کہا جاتا تھا۔ چونکہ انسانی تہذیب نے یہاں جنم لیا اس لئے اس کو cradle of civilization بھی کہا جاتا ہے۔ ۴۰۰۰ ق م میں سومیریا کے لوگوں نے نہ صرف لکھنا شروع کیا بلکہ انہوں نے پہیہ بھی ایجاد کیا۔ سومیرین قوم نے ہی عوروک Uruk اور ایرک Erech شہر بسائے تھے جن کا ذکر بائبل کی کتاب Genesis 10:10 میں آتا ہے۔ پھر یہاں بابل شہر آباد ہوا جہاں ہامورابی اور بخت نصر نے حکومت کی۔ اسی علاقہ میں ار UR کا شہر ہے جہاں ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام رہا کرتے تھے۔ سکندر اعظم نے بھی بغداد سے بیس میل دور ایک شہر بسایا تھا اور پھر دجلہ کے مشرقی کنارے پر میدائین Ctesiphon بھی تھا جو ایران کی ساسانی حکومت کا دارلخلافہ تھا۔ گویا بغداد سے پہلے یہاں بڑے بڑے شہر آباد ہو کر صفحہ ہستی سے معدوم ہو چکے تھے۔

بغداد دریائے دجلہ پر واقع ہے شہر کے پاس دریا کی چوڑائی ۳۳ میل بنتی ہے۔ کچھ فاصلے پر دریا عرفات بہتا ہے جس کی وجہ سے بغداد کی زمین بہت ہی زرخیز ہے۔

بغداد کا آغاز

بغداد شہر کی بنیاد عباسی خلیفہ المنصور نے ۷۶۲ء میں رکھی۔ شہر گول دائرے کی صورت میں تھا اس میں چار دروازے تھے، شامی دروازہ، کوفہ دروازہ، بصرہ دروازہ، اور خراسان دروازہ۔ شہر کے چاروں طرف فصیل تھی جس کے ساتھ پانی تھا فصیل کے ساتھ شہزادوں کے محل، پھر سرکاری دفاتر اور عین درمیان میں خلیفہ کا عظیم الشان محل تھا۔ اس کے ساتھ مسجد تھی۔ خلیفہ المنصور نے شہر کی بنیاد کی اینٹ اپنے ہاتھ سے خود رکھی تھی۔ شہر کی تعمیر کے لئے ۱۰۰،۰۰۰ افراد نے کام کیا جن میں لوہار، ترخان، معمار اور سنگ تراش شامل تھے۔ چار سال کے عرصہ ۷۶۲ تا ۷۶۶ میں اس کی تعمیر پر پانچ لاکھ دینار خرچ آیا تھا۔ خلیفہ کے محل کا رقبہ ایک میل کے برابر تھا۔ جس کے اندر اس کی بیویوں۔ لونڈیوں، غلاموں اور باڈی گارڈز کی رہائش کیلئے مکانات تعمیر کئے گئے تھے۔ فصیل کی دیوار کی اونچائی ۸۰

فٹ تھی گھوڑ سوار گھوڑے پر سوار ہو کر دیوار پر جا سکتا تھا جس کی چوڑائی ۴۰ فٹ تھی۔

ایک خاص چیز عمارتوں کی تعمیر میں یہ تھی کہ ایک کے اوپر سبز رنگ کا گنبد بنایا گیا تھا جس کی چھت ۱۳۰ فٹ اونچی تھی۔ شہر کے اردگرد چار دروازوں کے گیٹ اتنے اونچے تھے کہ گھوڑ سوار نیزہ اوپر کر کے ان میں گزر سکتا تھا ان گیٹوں پر لگے لوہے کے دروازے اتنے بھاری تھے کہ ان کو کھولنے کیلئے کئی نوجوان سپاہیوں کی ضرورت ہوتی تھی۔ شہر کا سرکاری نام دارلسلام تھا مگر اسکے نقشہ کی وجہ سے اسے لوگ گول شہر کہتے تھے۔ جبکہ شاعر اپنے شعروں میں اسکو الزوراء winding city کہتے تھے۔

شہر کے تعمیر ہوتے ہی اس کے اردگرد دیگر عمارتیں، مساجد، دفاتر اور پبلک باتھ بننا شروع ہو گئے۔ شہر میں پانی لانے کیلئے نہریں تعمیر کی گئیں۔ مشرق میں یہ شہر استنبول سے کسی صورت سے کم نہ تھا بلکہ علمی لحاظ سے اس کو استنبول پر فضیلت حاصل تھی۔ یہ شہر پانچ سو سال تک (۷۵۰ء ۱۲۵۸ء تک) مسلمانوں اور دنیا کی نگاہوں کا مرکز بنا رہا۔

چونکہ یہ ایران سے قریب تھا اس لئے جلد ہی ایرانی خواتین، لونڈیاں اور وائن محل کے اندر فیشن بن گئے۔ عباسی خاندان کے ۳۷ خلفاء نے یہاں خلافت کی اور ان میں سے صرف ایک خلیفہ کے دونوں والدین کا تعلق قریش قبیلہ سے تھا۔ المنصور نے سب سے پہلے ایرانی طرز کا تاج پہننا شروع کیا اور ایرانی طرز کی پگڑی کو رواج دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے محل کے تمام وزیر، امراء، اور خادم بھی ایرانی طرز کا لباس زیب تن کرنے لگے۔

بغداد میں رفتہ رفتہ معاشی اور سیاسی تبدیلی آتی گئی اور یہاں بزنس مین، مرچینٹس، کرافٹمین، علماء اور سکالرز کی ایک نئی نسل نے جنم لیا جن کا تعلق عرب قوم سے نہ تھا۔ شہر میں خلافت اسلامیہ کے ہر ملک سے مال فروخت کیلئے آنے لگا۔ البتہ اس تبدیلی میں صرف دو چیزیں قائم رہیں ایک تو مذہب اسلام اور دوسرے عربی زبان۔

بغداد میں جن سیاسی اداروں نے رواج حاصل کیا ان میں وزرات کا سیاسی ادارہ تھا اس ضمن میں برمکی خاندان کا نام بہت چمکا۔ خالد برمکی خلیفہ المنصور کا پولیٹیکل ایڈوائزر تھا جب ہارون الرشید ۷۸۶ میں خلیفہ بنا تو اس نے خالد برمکی کے بیٹے یحیٰی برمکی کو وزیر مقرر کیا یحیٰی نے اپنے دو بیٹوں الفضل اور جعفر کے ساتھ مل کر عنان حکومت کو سترہ سال تک ۸۰۳۔۷۸۶ سنبھالے رکھا۔ جعفر کو تحریر و تقریر میں اس قدر ملکہ حاصل تھا کہ اس کو اہل سیف کی بجائے اہل قلم کی نسل پیدا کرنے کا کریڈٹ دیا جاتا ہے۔

ہارون الرشید

بغداد کا روشن ترین دور خلیفہ ہارون الرشید (۸۰۶۔۷۸۶) کا تھا۔ اس دور میں تین چیزوں نے اس کو عزت دوام دی۔ سیاسی شہرت۔ اقتصادی خوشحالی۔ اور علمی کارنامے۔

یاد رہے کہ خلیفہ المہدی نے ۷۸۲ء میں اپنے بیٹے ہارون کو استنبول پر حملہ کرنے کیلئے فوج دے کر بھیجا تھا۔ ہارون اس مہم میں اس قدر کامیاب رہا کہ بازنطینی حکومت نے ۹۰،۰۰۰ دینار ہر سال تاوان دینے کا وعدہ کیا۔ اس بے مثال کامیابی کی وجہ سے ہارون کو الرشید کا اعزازی خطاب دیا گیا۔ ہارون کا نام اس کے بعد زبان زد عام ہو گیا۔ مشرق میں ہارون کا ستارہ بام عروج پر تھا جبکہ مغرب میں فرانس کے بادشاہ شارلیمان کا طوطی بولتا تھا۔ دونوں نے آپس میں سفیروں اور تحائف کا تبادلہ کیا تھا۔ کہتے ہیں کہ ہارون نے اس کو ایک گھڑی تحفہ میں بھیجی تھی یوروپ میں اس سے پہلے کسی نے گھڑی ابھی تک نہیں دیکھی تھی۔ یوروپ میں ہارون کو Aaron, King of Persia کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔

بغداد اپنے رقبہ کے لحاظ سے دنیا میں استنبول سے ذرا کم تھا۔ شہر کی اقتصادی حالت اتنی اچھی تھی کہ بصرہ اور سراف کی بندرگاہیں دنیا کی مصروف ترین بندرگاہیں تھیں۔ بازاروں میں چاول، گندم، کپڑا، لبنان کے گلاس کی بنی اشیاء اور شام کے فروٹ، عرب کے موتی، انڈیا کی معدنیات اور کپڑے رنگنے کی سیاہی، سینٹرل ایشیا سے کپڑے اور افریقہ کے غلام اور ہاتھی دانت کی بہتات رہتی تھی۔ اس زمانے کے بغدادی تاجر گویا موجودہ زمانے کے ملٹی ملین ائیر ہوتے تھے ہارون الرشید نے ایک تاجر کی جائیداد جب ضبط کی تو یہ پچاس ملین دینار تھی جبکہ ہارون کی والدہ کی جائیداد ۱۶۰ ملین دینار تھی۔ ہارون الرشید کی وفات پر اس کے بیت المال میں ۹۹۰ ملین دینار موجود تھے۔

ہارون الرشید علم کا دلدادہ تھا۔ علماء، دانشور، شاعر، موسیقار، ڈانسر، مذاق سنانے والے، نقال، کتوں اور مرغوں کو لڑانے والے سب اس کے دربار میں موجود رہتے تھے۔ شاعروں میں سے اسکا محبوب شاعر ابونواس تھا اور موسیقاروں میں سے اسکا پسندیدہ ابراہیم الموصلی تھا جس کی ماہانہ تنخواہ دس ہزار درہم تھی۔ ہارون کی بیگم زبیدہ کے فیشن کو دیکھ کر رعایا فیشن کیا کرتی تھی۔ اس کے کھانے کی میز پر پانی یا مشروبات پینے کیلئے برتن سونے یا چاندی کے بنے ہوتے تھے جن میں جواہرات لگے ہوتے تھے۔ ہارون کے ایک بھائی نے ایک بار اسکی دعوت کی تو میز پر ۱۵۰ قسم کی

مچھلیوں کی آنکھیں رکھی ہوئی تھیں جن کی قیمت ایک ہزار درہم تھی۔

سکینڈے نیویا کے ممالک میں عباسی دور کے سکے دریافت ہوئے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ عرب بزنس مین اتنی دور کے سفر کیا کرتے تھے اور یہ کہ دینار اس وقت کی بین الاقوامی کرنسی تھی۔

بغداد کا یوروپ پر احسان

آٹھویں صدی میں لاطینی، سنسکرت، فارسی، اور سریانی زبانوں علم کا تمام ذخیرہ موجود تھا۔ عربی میں کچھ بھی نہ تھا اس علم کے ذخیرہ کو عربی میں ترجمہ کر کے منتقل کرنے کی اس تحریک کا کام المنصور کے عہد خلافت میں شروع ہوا اور مامون کے دور میں قدرے اختتام کو پہنچا۔ بغداد کے دانش وروں نے ریاضی، اسٹرانومی، میڈیسن، فلاسفی کی کتابوں کو حاصل کر نے، ترجمہ کرنے اور ان کی کاپیاں بنا کر پھیلانے کا کام جو شروع کیا وہ اگلے دو سو سال (نویں اور دسویں صدی) تک جاری رہا۔ ایسی ہی ترجمہ کی تحریک یوروپ میں بارہویں صدی میں شروع ہوئی جب ٹولیڈو کے شہر میں ترجمہ نگاروں نے عربی سے اس تمام سائینسی سرمایہ کو یوروپ کی زبانوں میں منتقل کرنا شروع کر دیا جس سے یوروپ میں نشاۃ ثانیہ ظہور پذیر ہوئی اس کا ذکر مضمون کے آخر پر کیا جائیگا۔

بغداد نے علمی اور سیاسی دارلخلافہ ہونے کی حیثیت سے اتنی ترقی حاصل کی کہ روم، ایتھنز، استنبول، اور یروشلم کا مقابلہ کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ بغداد سے یہ علمی ذخیرہ اسلامی سپین پہنچا جہاں طلیطلہ نے بغداد کو مات کر دیا۔ تب یوروپین سکالرز اسلامی سپین کی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرنے آیا کرتے تھے۔ جب ان عالموں نے عربی زبان سیکھی اور مسلمانوں سے روابط قائم کئے تو ان کو احساس ہوا کہ عربی میں علم کا کتنا عظیم الشان ذخیرہ موجود ہے۔ ٹھوس حقیقت تو یہ ہے کہ اگر بغداد کے عالموں نے علم کے اس سرمایہ کو محفوظ نہ کیا ہوتا تو یوروپ آج بھی اپنے سیاہ دور dark age میں ہوتا۔

ترجمہ کی تحریک

کتابوں کے تراجم کا کام سریانی زبان سے عربی زبان میں شروع ہوا کیونکہ یونانی زبان سے اکثر کتابیں سریانی میں ترجمہ ہو چکی تھیں اور سریانی عراق میں اس وقت بولی جاتی تھی۔ تاہم اس کے بعد یونانی زبان سے عربی زبان میں براہ راست تراجم کا کام شروع ہوا۔ یہ تمام کام نویں اور دسویں صدی میں انجام پایا حتی کہ یونانی زبان میں موجود علم کا تمام ذخیرہ عربی میں منتقل ہو گیا۔

عربی زبان میں ترجمہ کی اس تحریک کا کام دو مسودات سے شروع ہوا جو خلیفہ المنصور 775-754 کے دربار میں انڈیا سے لائے گئے تھے۔ ایک مسودہ ریاضی کا تھا اور دوسرا اسٹرانومی کا۔ سنسکرت سے ان مسودات کے تراجم عربی میں کئے گئے اور یوں اسلامی دنیا ان علوم سے بہرہ ور ہوئی۔ ریاضی کی یہ کتاب انڈیا کے سائینسدان برہم گپتا کی سدھانتا تھی جسکا ترجمہ عربی میں سندھ ہند کے نام سے کیا گیا۔ ہندوستان سے ہی ریاضی کے ہندسے ایران سے ہوتے ہوئے عربوں میں آئے اور عربوں سے یہ یوروپ پہنچے۔ اس لئے یوروپ میں ان کو عربی ہندسے کہا جاتا ہے۔ صفر کی ایجاد عربوں نے کی جس کے معنی خالی کے ہوتے ہیں۔ یوروپ میں اس وقت ہندسے لاطینی حروف میں لکھے جاتے تھے۔ اس لئے ان عربی ہندسوں کے آتے ہی علم ریاضی میں انقلاب آ گیا۔ آج کمپیوٹر میں خیرہ کن ترقی ان ہندی یا عربی ہندسوں ہی کی مرہون منت ہے۔

شطرنج بھی ہندوستان سے ایران کے راستے عربوں میں پہنچی، اور وہاں سے یوروپ پہنچی۔ یوروپ میں شطرنج کا ذکر سب سے پہلی بار کنگ الفانسو آف کاسٹیل (سپین 1282-1252) کی ایک کتاب میں ملتا ہے۔ اس کے علاوہ لٹریچر میں المنصور کے دور خلافت میں فارسی کی کتاب کلیلہ و دمنہ کا ترجمہ عربی ابن المقفیٰ نے کیا۔ یہ کتاب شارٹ سٹوریز کی کتاب تھی۔ یہ عربی زبان میں پہلا ادبی شاہکار تھی۔ دوسری ادبی کتاب جس کا ترجمہ نویں صدی میں فارسی سے ہوا وہ ہزار افسانہ (الف لیلۃ و لیلۃ) تھی۔ انگلش میں اسکا ترجمہ Arabian Nights کے نام سے ہوا اور بہت مقبول عام ہوئی۔ کیونکہ اس وقت تک یوروپ میں کہانیوں کی یا ادب کی کوئی کتاب موجود ہی نہ تھی۔

المنصور نے ایران کے شہر جندیشاپور کے ہسپتال کے چیف میڈیکل آفیسر ابن بخت تیشو کو اپنے علاج کیلئے بلوایا۔ جلد ہی یہ اس کا درباری طبیب بن گیا اور پھر اس کی چھ نسلوں نے درباری طبیبوں کے فرائض انجام دئے۔ ابن بخت تیشو کا ایک پوتا جبرائیل ہارون الرشید کا چیف فزیشن تھا۔ بغداد میں سب سے پہلا ہسپتال جندیشاپور کی طرز کا جبریل نے ہی بنایا تھا۔ المنصور ہسپتال بغداد میں ابھی تک موجود ہے۔

بطلیموس کی کتاب Megale Syntaxes کا ترجمہ عربی میں کیا گیا عربی میں اسکے نام کے ساتھ ال لگنے سے اس کا نام کتاب المجسطی رکھا گیا جس کے معنی ہیں عظیم کتاب۔ اس کا ترجمہ الحجاج ابن یوسف ابن مطار نے ۸۲۷ میں کیا تھا۔ ابن مطار پہلا شخص تھا جس نے اقلیدس کی کتاب Elements کا ترجمہ کیا۔ وہ جیومیٹری کا ماہر تھا

اس کی کتاب مقدمات اقلیدس کا ترجمہ ۱۸۹۳ء میں ڈینش زبان میں کیا گیا۔

بیت الحکمۃ کی بنیاد

بغداد کی اصل اہمیت اقتصادی خوشحالی میں نہیں تھی بلکہ یہ علمی کارناموں میں تھی۔ مامون الرشید (۸۳۳-۸۱۳) کے دور خلافت میں اس کے حکم پر یونانی کتابوں کے عربی میں تراجم کا کام پورے زوروں پر پہنچ گیا۔ اس نے بغداد میں بیت الحکمۃ کے نام سے ۸۳۰ میں ایک اکیڈیمی کی بنیاد رکھی جس نے ایران کی جوندی شاپور کی میڈیکل اکیڈیمی کو مات کر دیا اور سائینس میں ریسرچ کا ایڈوانس سینٹر بن گئی۔ اس پر اس نے ۲۰۰،۰۰۰ دینار خرچ کیے تھے۔ اس اکیڈیمی میں ایک لائبریری تھی، ایک رصدگاہ، سائینسدانوں کے قیام کیلئے مکانات، سائنسی ساز و سامان اور ایک دارلترجمہ تھا۔ ہر مذہب، ہر قوم کے سائینسدان کو یہاں ریسرچ کرنے کی اجازت تھی۔ اس کا پہلا ڈائریکٹر ابن مساویح تھا اور تیسرا ڈائریکٹر حنین ابن اسحٰق تھا جس نے جالینوس کی تمام طبی اور فلاسفی کی کتابوں کے مجموعہ کا ترجمہ عربی میں کیا، اس کے علاوہ ارسطو کی فزکس اور پرانے عہدنامہ کا یونانی سے ترجمہ کیا، حنین کے شاگردوں نے افلاطون Plato، بقراط Hippocrates، اقلیدس Euclid، فیثاغورث Pythogares بطلیموس Ptolemy، کی کتابوں کے عربی میں تراجم کرنے کے ساتھ خود بھی ریاضی، کیلکولس اور اسٹرانومی میں اضافے کیے۔ حنین خود یونانی زبان سے واقف تھا اس نے بازنطینی مملکت کے سفر کیے تا پرانے مسودات تلاش کر کے عراق لائے۔

حنین 809-877 نے جالینوس کی ۲۰ کتابیں یونانی سے سریانی میں اور ۹۹ عربی میں ترجمہ کیں۔ نیز سولہ تراجم پر نظر ثانی کی۔ یوں وہ طبی کتابوں کا سب سے عظیم مترجم تھا۔ اس نے امراض چشم پر خود ایک کتاب لکھی جو شاید دنیا میں اس موضوع پر پہلی کتاب تھی۔ کہا جاتا ہے کہ ہر وہ کتاب جس کا اس نے ترجمہ کیا اس کے وزن کے برابر مامون الرشید نے اس کو معاوضہ میں سونا دیا۔ حنین کے ان تراجم کے چند پرانے مسودات استنبول کی آیا صوفیا مسجد میں ابھی تک محفوظ ہیں۔

تراجم کے کام کیلئے دو طریق استعمال کئے گئے (۱) ایک تو یہ کہ یونانی لفظ کو جوں کا توں عربی میں لکھا گیا جو کہ لفظی ترجمہ بن گیا لیکن مسئلہ یہ تھا کہ عربی میں ٹیکنیکل الفاظ نہیں تھے (۲) دوسرا طریقہ جو حنین کے دارلترجمہ نے استعمال کیا وہ یہ کہ پورے فقرہ کو پڑھو اس کا مفہوم سمجھو اور اس کو عربی میں لکھ دو۔ یاد رہے کہ یونانی اس وقت ایک مردہ زبان تھی اور اس میں بہت سارے ٹیکنیکل الفاظ تھے جن کے مساوی الفاظ عربی میں نہ تھے اس لئے بعض دفعہ یونانی لفظ کو عربی میں جوں کا توں لکھ دیا گیا جیسے ارتھ میٹک، فزکس، کیٹے گوریز، جیوگرافی، میوزک (بعد میں عربی میں ایسے الفاظ کا اختراع ہو گیا جیسے علم الحساب، علم طبیعات، فلسفہ، جغرافیہ)۔

حنین کی ترجمہ شدہ کتابوں میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں: مختصر من کتاب الاخلاق لجالینوس۔ فی علم ارسطراطوس فی التشریح۔ فی التشریح العین۔ فی احساء القیاسات۔ فی علم بقراط بالتشریح۔ فی افکار ارسطراطوس فی مدوات الامراض۔ فی عمل التشریح (اناٹومی)۔ فی التشریح الی المتعلمون۔ فی قوی الادویہ۔ فی التریاق۔ تفسیر کتاب احد بقراط۔ فی ترکیب الادویہ۔ تفسیر کتاب اخلاط۔ فی انا الطبیب الفاضل الفیلسوف

یہ کتابیں یورپ کی مختلف یونیورسٹیوں جیسے اسکوریال (سپین)۔ بوڈلین (آکسفورڈ) ویٹی کین (اٹلی) میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

المتوکل کا دور خلافت

مامون کی ۸۳۳ میں وفات کے بعد اس کے بیٹے المعتصم کے دور میں بیت الحکمۃ پر زوال آ گیا مگر المتوکل 847-861 نے سائینس اکیڈیمی دوبارہ بحال کر دی۔ اس نے اکیڈیمی کیلئے خطیر رقم دی اور تراجم کا کام دوبارہ شروع ہو گیا۔ بلکہ پہلے سے بہترین تراجم اس دور میں کئے گئے کیونکہ حنین کے شاگرد اب تجربہ کار ہو چکے تھے۔ ان ترجمہ نگاروں میں اس کا بیٹا اسحٰق، بھانجا حبیش ابن الحسن، اور عیسیٰ ابن یحیٰ کے نام قابل ذکر ہیں۔ اسحٰق ابن حنین (وفات ۹۱۰) سریانی اور یونانی زبان کا ماہر تھا۔ اس نے تاریخ الاطباء لکھی۔ نیز اس نے جالینوس کی بہت سی کتابوں کے تراجم کئے جن پر نظر ثانی ثابت ابن قرۃ نے کی۔ نیز اس نے ارسطو کی کتابوں (جیسے تلخیص کتاب النفس)،، اقلیدس کی تین کتابوں، بطلیموس کی المجسطی اور ارشمیدس کی کتب (جیسے کتاب الکرہ والاستوانہ) کے ترجمے عربی میں کئے۔

حبیش ابن الحسن نے ۳۵ کتابوں کے سریانی سے عربی میں ترجمے کئے، جالینوس کی تین کتابوں کے عربی سے سریانی میں ترجمے کئے (جیسے کتاب فی الاخلاق، کتاب فی الصوت)۔

الکندی (801-873) نے ۲۶۶ کتب تصنیف کیں جن میں سے ۳۲ جیومیٹری، ۳۶ میڈیسن میں، پندرہ میوزک پر، بارہ فزکس پر تھیں۔ اس کے علاوہ بہت سی کتابوں کے یونانی سے عربی میں تراجم کئے۔

ثابت ابن قرۃ (وفات 836-901)

ثابت لاطینی، یونانی، سریانی، اور عربی کا ماہر تھا۔ اس نے عربی میں

۱۵۰ کتابیں منطق، ریاضی، علم ہیت اور طب میں تصنیف کیں، اور پھر سریانی میں مزید ۱۵ کتابیں لکھیں، اس نے ایک ٹرانسلیشن سکول کی بنیاد رکھی، جس میں اس کا بیٹا سنان، دو پوتے اور ایک پڑ پوتا شامل تھا۔ اس نے بطلیموس، اقلیدس، ارشمیدس کی ریاضی کی کتابوں کے یونانی زبان سے تراجم کئے۔ ریاضی میں اس کی مشہور ترین کتاب مسائل الجبر بلبراھین علی ھندسیه ہے۔ جس طرح حنین نے میڈیکل کتابوں کے تراجم کئے ثابت نے ریاضی اور جیومیٹری کی کتابوں کے کثیر تراجم کئے۔

اس کے علاوہ ایک کرسچین پادری یوسف الخوری نے سریانی سے ارشمیدس کی کتاب کا ترجمہ کیا جس پر نظر ثانی ثابت ابن قرۃ نے کی تھی۔ اس نے جالینوس کی کتاب De Simplicibus کا عربی میں ترجمہ کیا جس پر حنین نے نظر ثانی کی تھی۔

قسطا ابن لوقا نے بھی چھ یونانی عالموں کی کتابوں کے تراجم کئے جیسے Heron کی Mechanics, Meteora کے تراجم، جالینوس کی کتابوں کی کیٹے لاگ، ارسطو کی فزکس نیز اقلیدس کی ترجمہ شدہ کتابوں پر نظر ثانی۔

ابو بشر مطا ابن یونس (وفات ۹۴۰) نے ارسطو کی کتاب Poetica کا ترجمہ کیا۔ اسی طرح منطق اور طب پر کتابوں کے تراجم ابو زکریا یحیٰی المنطقی (وفات ۹۷۴) نے کئے جیسے Porphyry's کی کتاب Isagoge اور Ammonius کی کتاب Prolegomena۔ اس کے ساتھ حنین ابن ابراہیم (وفات ۹۹۰) اور ابو علی ابن زیرہ (وفات ۱۰۰۸) کا ذکر بھی ضروری ہے جنہوں نے طب اور فلسفہ کی کتابوں کے تراجم کئے۔ اس کے ساتھ ہی تراجم کا کام ختم ہو گیا۔ اور عالموں نے تفسیر۔ شرح اور خلاصے لکھنے کا کام شروع کر دیا۔ یا پرانے تراجم پر نظر ثانی بھی کی۔ گویا دسویں صدی کے ختم ہونے تک ریاضی، اسٹرانومی، میڈیسن کی دنیا میں موجود تمام کتابیں سنسکرت۔ فارسی۔ سریانی اور یونانی سے عربی میں ترجمہ ہو چکی تھیں۔

اوپر جن مترجمین کا ذکر کیا گیا ہے ان کے علاوہ درج ذیل مترجمین نے بھی تراجم کا اہم کام کیا: یحیٰی ابن بطریق۔ اسحٰق ابن حنین۔ حبیش ابن الحسن۔ ابو الخیر ابن الخمار۔ سنان ابن ثابت۔ ابو عثمان دمشقی۔ ابراہیم ابن سنان۔ موسیٰ ابن خالد۔ موسیٰ برادران۔ ابو لوفا۔

ایک ضروری کتاب

ایک جرمن مصنف Steinschneider نے 1886 میں ایک کتاب شائع کی جس کا نام Arabische Ubersetzungen aus dem Griechischen تھا یعنی گریک زبان سے عربی میں تراجم۔ اس کا ایک ایڈیشن گراس Graz سے ۱۹۶۰ میں شائع ہوا۔ اس کتاب کی اہمیت بہت زیادہ ہے کیونکہ اس میں گزشتہ صدی تک کے تمام تراجم کی فہرست مہیا کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ R. Walzer کی کتاب Greek into Arabic بھی قابل ذکر ہے جو آکسفورڈ سے ۱۹۶۲ء میں شائع ہوئی تھی۔

یوروپ کی نشاۃ ثانیہ

اسلام کے اوپر بیان کردہ سنہری دور کو مغربی مصنفین اور تاریخ دان نظر انداز کر جاتے ہیں۔ چونکہ وہ دور اس وقت یوروپ میں جہالت کا تھا اس لئے اسے Dark Ages 450-1050 تاریک دور کہہ کے بات گول کر جاتے ہیں۔ جب مامون الرشید کے دربار میں عالی دماغ سائینسدان کائینات کی گتھیاں سلجھانے میں مصروف کار تھے اس وقت فرانس کا بادشاہ شارلیمان دستخط کرنا بھی نہیں جانتا تھا۔ اور سنئے جب مامون الرشید نے شارلیمان کو واٹر کلاک کا تحفہ بھیجا تو یوروپ والوں نے پہلی گھڑی کی صورت دیکھی۔ یوروپ والوں نے کبھی صابن استعمال نہیں کیا تھا، غسل کرنا جان جوکھوں کا کام تھا۔ جب بغداد کے بازاروں میں کتابوں کے ڈھیر پڑے ہوتے تھے اور کاتب دن رات کتابوں کی کتابت میں مصروف ہوتے تھے اس وقت پورے یوروپ میں پانچ سو سے زیادہ کتابیں نہ تھیں اور وہ بھی راہب خانوں میں، قرطبہ میں ہر سال ۶۰،۰۰۰ ہزار کتابیں ہاتھ سے لکھی جاتی تھیں۔ خلیفہ الحکم ثانی (اندلس) کی لائبریری میں چار لاکھ کتابیں تھیں۔ قرطبہ یونیورسٹی اور ٹولیڈو میں یوروپین طالبعلم تحصیل علم کیلئے آیا کرتے تھے۔

ہر عروج کو زوال ہے اس زوال کے تین اسباب تھے ایک تو یہ کہ مسلمانوں میں تنگ نظری پیدا ہو گئی اور مذہبی تعصب بڑھ گیا۔ دوسرے اسلام ترقی کی اعلیٰ منزل پر پہنچ گیا تھا اس سے زیادہ ممکن نہ تھا تیسرے تراجم کا کام ختم ہونے علمی جوش وخروش بھی ماند پڑ گیا۔

مسلمانوں پر جب زوال کا دور آیا تو یوروپ میں نشاۃ ثانیہ 1400-1500 کا دور شروع ہو گیا۔ پرانے علوم کو سمجھنے اور نئے علوم اور ٹیکنالوجی بنانے کا یہ دور اٹلی کے شہروں فلورنس، میلان، روم اور وینس سے شروع ہوا اور جلد ہی اس نے پیرس، آکسفورڈ، ہمبرگ، اور دوسرے شہروں کو نئے علوم سے منور کرنا شروع کر دیا۔ یہ تجدید ہر علم میڈیسن، اسٹرانومی، فزکس، ریاضی، کیمسٹری، آرٹس، آرکی ٹیکچر، اور نئے ممالک کی دریافت سے شروع ہوئی۔ مگر اس کے پیچھے اصل محرک عربی کتب کا لاطینی

اور دوسری یوروپین زبانوں میں تراجم کا کام تھا۔اب ان یوروپین مترجمین کی مختصر روئیداد یہاں پیش کی جاتی ہے۔

بارہویں صدی کے تراجم

یوروپ میں عرب اسٹرانومی اور ریاضی کا تعارف پوپ سل ویسٹر دوم Pope Sylvester II (وفات ۱۰۰۳ء) کے ذریعہ ہوا۔اس کے بعد گیارہویں صدی میں میڈیسن کی عربی کتب سے ترجمہ کا کام ایک اطالین باشندے Constantine the African نے کیا۔

مسلمانوں اور یوروپ کے ممالک کے درمیان پہلا علمی تعلق بارہویں صدی میں صلیبی جنگوں سے شروع ہوا۔چنانچہ پیرس میں پہلا ہسپتال فرانس کے بادشاہ Louis IX نے 1260 میں صلیبی جنگ سے واپس آنے کے بعد تعمیر کیا۔عربی زبان سے ترجمہ کا کام یوروپ کے سکالرز نے سسلی، سپین اور نارتھ افریقہ کے ممالک سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد شروع کیا۔اس ضمن میں سب سے پہلے ترجمہ نگار سٹیفن آف پیسا 1127 کا نام آتا ہے جس نے علی ابن عباس کی میڈیسن میں کتاب کا ترجمہ کیا۔

ترجمہ کا کام پہلے پہل ان شہروں میں کیا گیا: Barcelona, Tarazona, Segovia, Leon, Pamplona, Narbonne, Marseilles

مگر رفتہ رفتہ ان شہروں سے یہ کام منتقل ہونا شروع ہوا اور طلیطلہ Toledo اس کا مرکز بن گیا۔طلیطلہ کو اب وہی مقام حاصل ہو گیا جو بغداد کو ایک زمانے میں تھا۔جس طرح حنین ابن اسحٰق ایک وقت میں ترجمہ نگاروں کا لیڈر تھا یہاں جیرارڈ آف کریمونا Gerard of Cremona ترجمہ کرنیوالوں کا لیڈر تھا۔جیرارڈ کے تراجم سے ریاضی، اسٹرانومی، فزکس، میڈیسن، فلاسفی، کیمسٹری میں موجود علم کا تمام ذخیرہ عربی سے لاطینی میں منتقل ہو گیا۔ٹولیڈو میں ترجمہ کرنے والے بعض لوگ عربی سے نابلد تھے اس لئے انہوں نے لفظی ترجمہ کیا اور جب اس کا متبادل لفظ نہ ملا تو عربی الفاظ کو لاطینی بنا کر لکھ دیا۔جیسے کیمسٹری کے الفاظ alkali, alchohol, antimony, borax, camphor, elixir, syrup, talc, tartar, alembic ستاروں کے نام Altair, Aldebaran, Betelgeuse, Rige, Vega اسٹرانومی کی اصطلاحیں nadir, azimuth, zenith, ریاضی میں almanac, theodolite, zero, sine, root, پودوں کے نام algebra, algorithm, Lemon, coffee, lilac, jasmine, saffron, sesame

جیرارڈ آف کریمونا (1117-1187) اٹلی کا باشندہ تھا اس نے بطلیموس کی کتاب کا مطالعہ کرنا چاہا مگر وہ صرف عربی میں دستیاب تھی اس لئے اس نے عربی سیکھ لی اور سب سے پہلے اس کا ترجمہ 1175 میں کیا۔ٹولیڈو میں نقل مکانی کرنے کے بعد اس کو عربی میں علم کی ہر شاخ پر کتابیں مل گئیں اور ۱۱۸۷ء میں جب اس کی رحلت ہوئی تو وہ ۷۱ کتابوں کا ترجمہ مکمل کر چکا تھا۔ان میں سے سب سے اہم بطلیموس کی المجسطی اور ابن سینا القانون تھیں۔اس کے علاوہ جو اہم کتب اس نے ترجمہ کیں ان میں الرازی کی کتاب المنصوری، الزہراوی کی التصریف، بنو موسیٰ کے تراجم، جابر ابن افلاح اور الزرقالی کی زیج۔الخوارزمی۔ثابت ابن قرۃ۔الفارابی۔الکندی۔الفرغانی۔ابو مشعار۔ما شاء اللہ۔قسطا ابن لوقا۔احمد ابن یوسف۔ثابت ابن قرۃ۔ابو کامل۔الزرقالی کی کتب کے تراجم کئے۔

بارہویں صدی کے ترجمہ نگار

بارہویں صدی کے نام ایک معروف ترجمہ نگاروں کے نام یہ ہیں:

Marc of Toledo, Joseph Qimhi, Judah ibn Tibbon, Samuel ibn Tibbon, Eugene the Emir, Burgundio of Pisa.John of Seville, Gundisalvo, Bar Hiyya, Ibn Ezra, Robert of Chester. Adelard of Bath,

مذکورہ مترجمین نے کتابوں کے تراجم عربی سے لاطینی یا عبرانی میں کئے وہ یہ ہیں۔الکندی کی چار کتابیں جو سٹراس بورگ ۱۵۳۱ء اور وینس ۱۵۵۶ء سے شائع ہوئیں۔الرازی کی تین کتابیں، (۱۵۰۰ میں وینس سے)۔ابو القاسم الزہراوی کی سرجری پر کتاب التصریف وینس ۱۴۹۸ء۔ابن سینا، ابن الوفید اور علی ابن رضوان کی طب پر کتابیں۔جابر ابن حیان کی کتابیں۔رابرٹ آف چیسٹر نے یونانی میں قرآن مجید کا پہلا ترجمہ ۱۱۵۰ء میں کیا۔پھر مارک آف ٹولیڈو نے قرآن مجید کا ترجمہ ۱۲۰۰ء میں کیا۔حنین ابن اسحٰق کے جالینوس کی کتابوں کے تراجم۔ابن جبرائیل کی کتاب الاخلاق۔بطلیموس کی کتاب المناظر۔افلاطون اور ارسطو کی کتابوں کے عربی تراجم۔الغزالی کی مقاصد الفلاسفہ۔الفرغانی کی مقاصد حرکات السماویہ۔قسطا ابن لوقا کی کتاب الفصل بین الروح والنفس۔الفارابی کی احساء العلوم۔ابن سینا کی الشفاء۔ابو مشعار کی کتاب المدخل الی احکام النجوم۔علی ابن عباس کی کتاب الماکلی۔

یہاں انگریز عالم ایڈے لارڈ آف باتھ 1116-1142 کا ذکر ضروری ہے کیونکہ عربی سے تراجم کا کام اس نے سب سے پہلے شروع کیا اس نے عربی سے الخوارزمی کی ستاروں کی زج کے ساتھ دوسری کتابوں کے تراجم کیئے۔ نیز اقلیدس کی پندرہ کتابوں کے عربی سے تراجم کیئے۔

جوڈا ابن طبون 1150-80 کو فادر آف جیوش ٹرانسلیٹرز کہا جاتا ہے. اس نے عربی سے ان کتابوں کے عبرانی میں تراجم کیئے۔ کتاب الامانت۔ کتاب الاخلاق۔ کتاب الاصول۔ کتاب الحج۔ کتاب الہدایت۔

تیرہویں صدی کے ترجمہ نگار

تیرہویں صدی میں جن مشہور عالموں نے تراجم کا کام کیا ان میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں:

Alfred of Sareshel, Michael Scott, Steven of Saragossa, Peter Gallego, Phillip of Tripoli, Ibn Hasdai, Samuel ibn Tibbon, Jacob Anatoli, Robert Grossteste, Arnold of Villanova, Robert the Englishman, Banacossa, Hermann the German, Faraj Ben Saleem, Abraham of Toledo,Moses ibn Tibbon,

جن کتابوں کے تراجم کیئے گئے وہ یہ ہیں: ارسطو کی پودوں پر کتاب، ابن سینا کی الشفاء کا کیمیا والاسیکشن۔ البطر وجی کی کتاب الہئیہ، ابن رشد کی ارسطو کی منطق کی کتب کی تفاسیر۔ ابن الجزار کی کتاب ادویہ المفردہ۔ امام الغزالی کی میزان العمل۔ جالینوس کی کتاب پر علی ابن رضوان کی تفسیر۔ موسیٰ ابن میمون کی دلالۃ الحیرین اور تین مزید کتابیں۔ بطلیموس کی المجسطی اور ابن رشد کا اس کا خلاصہ۔ الفرغانی کی کتاب السماویہ۔ الفارابی کی منطق پر کتاب۔ ابو صلت امیہ کی ادویہ المفردہ۔ الکندی کی ادویہ المرکبہ۔ ارسطو اور جالینوس کی مزید کتابیں۔ ابن رشد کی کتاب الکلیات (۱۲۵۵ء)۔ ابن سینا کی طب پر نظم ارجوزہ فی الطب۔ ابن میمون کا مقالہ فی تدبیر الصحہ، اور السموم والمتحرز۔ الرازی کی کتاب الحاوی۔ ابن جزلہ کی تقویم الابدان۔ ابن الہیثم کی کتاب الباری فی احکام النجوم۔ فی ہیئت العالم۔ عبد الرحمٰن صوفی کی کتاب الکواکب (۱۲۵۶ء)۔ ابن ابی الرجال کی کتاب الباری۔ قرآن پاک کی سترہویں سورۃ المعارج کا لاطینی میں ترجمہ۔ الزرقالی کی اصطرلاب پر کتاب الصفیحہ۔ الرازی کی کتاب المنصوری۔ الزہراوی کی کتاب التصریف۔ ارسطو کی کتاب الطبیعات۔ جابر ابن افلاح کی اصلاح المجسطی۔ اقلیدس کی کتاب المفرودات۔ ابن ظہر کی کتاب الاغذیہ۔

بارہویں صدی میں جو اہم کام تراجم کا جیرارڈ آف کریمونا نے کیا وہی کام تیرہویں صدی میں مائیکل سکاٹ (۳۵-۱۲۰۰ء) نے کیا۔ خاص طور پر اس کے عربی سے تراجم کے ساتھ یوروپ تین امور سے متعاف ہوا۔ ارسطو کی زوآلوجی پر کتب۔ البطر وجی کی اسٹرانومی۔ اور ابن رشد کی فلاسفی۔ مائیکل نے ابن رشد کی کتب کے جو تراجم کیئے ان سے یوروپ کے سکالرز کی عقل کی آنکھیں کھل گئیں۔ مائیکل سکاٹ نے سب اہم تراجم ٹولیڈو میں کیئے۔ جن کی قدرے تفصیل یہ ہے: کتاب الہئیہ (البطر وجی)۔ ارسطو کی کتابیں اور ابن رشد کی شرح۔ ارسطو کی کتاب النفس اور ابن رشد کی شرح۔ ابن سینا کی کتابیں۔ موسیٰ ابن میمون کی کتاب الفرائض اور دلائل الحیرین۔

چودہویں صدی کے ترجمہ نگار

Samuel ben Judah, Isaac ben Nathan, Vignai, Solomon ben labi, Shaprut‹Moses ben Solomon

جن کتابوں کے تراجم کیئے گئے: قسطا ابن لوقا کی کتاب العمل کرہ الفلکیہ۔ اور فی تدبیر الابدان۔ ابن جرائیل کی مختار الجواہر۔ ابن رشد کی شرح ارسطو کی مابعد الطبیعات پر کتاب۔ ارشمیدس کی کرہ الاستوانہ۔ ابن رشد کی تحافہ التحافہ۔ ابن رشد کی بطلی موس، ارسطو اور فلاطون کی تمام کتابوں پر تفاسیر اور تلخیص۔ ابن معاذ (اشبیلہ) کا سورج گرہن پر مقالہ (۱۰۷۹ء)۔ ابن ظہر کی طب پر کتابیں۔ ابن میمون کا مقالہ فی التوحید۔ امام الغزالی کی مقاصد الفلاسفہ۔ ابن وفید کی کتاب الوصاد۔ ابن سینا کی کتاب النجات۔ فخر الدین الرازی کی کتاب المباحث الشرقیہ۔ ابن سینا کی القانون۔

چودہویں صدی میں عربی زبان سے لاطینی میں تراجم کا کام کم ہو گیا مگر عربی سے عبرانی میں کتابوں کے تراجم یہودی عالموں نے بہت کیئے۔ اسی طرح یونانی سے لاطینی میں تراجم کا کام بھی شروع ہو گیا کیونکہ بعض عالموں نے یونانی زبان سیکھ لی تھی۔ بعض یہودی عالموں کو عربی زبان پر عبور حاصل تھا اسلئے انہوں نے اپنی کتب کا خود عبرانی میں ترجمہ کیا۔ عیسائی ترجمہ نگاروں کی اکثریت کا تعلق چرچ سے تھا یا وہ راہب تھے یا پادری۔

ایک مصنف C.H. Haskins نے ان تراجم اور نشاۃ ثانیہ کے

بارہ میں کیا خوب کہا ہے: On the scientific side the renaissance of the 12th century was thus a Greek as well as an Arabic renaissance. The current language of science was by this time Arabic. The Whole scientific movement from Spain and Provence was Arabic in its origin. (Page 301, Resaissance of 12th Century)

ان کتب کے تراجم کے بعد تیرہویں صدی میں یوروپ میں یونیورسٹیوں کے ابتداء ہوئی اور پیرس، آکسفورڈ، روم، پیڈوا۔ سالیرنو۔ بولونیا۔ ماؤنٹ پیلیئر۔ میں یونیورسٹیاں کھل گئیں اور یوروپ کے لوگ علم کے نور سے منور ہونا شروع ہو گئے اور جہالت کا دور ختم ہو گیا۔ ان یونیورسٹیوں میں عرب مصنفین کی کتابیں پڑہائی جاتی تھیں جیسے ابن سینا کی القانون سولہویں صدی تک یوروپ میں مقبول رہی۔ ایک زمانے میں پیرس کی یونیورسٹی کی فیکلٹی آف میڈیسن کی کل کتابیں القانون اور الحاوی، پر مشتمل تھیں۔ چھاپہ خانہ کی ایجاد کے بعد عربی کی کتابیں یوروپ کی کئی شہروں سے شائع ہوتی تھیں جیسے الزہراوی کی التصریف وینس سے ۱۴۹۷ء۔ پھر بازل سے ۱۵۴۱ء اور آکسفورڈ سے ۱۷۷۸ء۔ الرازی کی الحاوی ۱۴۸۰ء میں اور الجدری والحصبہ لندن سے ۱۸۴۸ء میں۔ الباطنی کی دو کتابیں اور زج روم ۱۸۹۹ء سے شائع ہوئیں۔ ابن سینا کی القانون روم سے ۱۵۹۳ء میں عربی میں شائع ہوئی۔ یاد رہے کہ سات سو سال تک 800-1500 سائنس کی تمام کتابیں عربی میں لکھی جاتی تھیں جسطرح آجکل کتابیں انگلش میں لکھی جاتی ہیں۔

ان ترجمہ نگاروں نے عرب اور مسلمان مصنفین کے نام لاطینی میں بدل دئے جیسے ابن سینا Avicenna۔ ابو القاسم Abulcasis۔ الخوارزمی Algorism۔ الزرقالی Arzachel۔ علی عباس Haly Abbas۔ ابن ظہر Avenzoar۔ الصوفی Alzophi۔ ابن رشد Averroes۔

یوروپ میں ان عربی کتب اور علوم کے پہنچنے کا ایک ذریعہ سسلی کا ملک بھی تھا جہاں مسلمانوں نے ۲۵۰ سو سال تک حکومت کی تھی۔ جب ۱۰۹۱ء میں اسلامی حکومت یہاں ختم ہو گئی تب بھی یہاں کے عیسائی بادشاہ جیسے راجر دوم اور فریڈرک اسلامی علوم سے بہت متاثر رہے۔ فریڈرک دوم کے دربار میں عرب حکماء اور مصنفین جمع ہوا کرتے تھے، وہ خود ان کی کفالت کرتا تھا۔ اسی طرح سسلی کے یہودیوں نے بھی عرب کتابوں کے تراجم کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ایسے یہودی مترجمین میں Farragut(1285), Mesue of Palermo, Faraz ben Salem کے نام قابل ذکر ہیں جنہوں نے میڈیکل کتابوں کے تراجم کئے۔ فراز نے الرازی کی کتاب لحاوی کا لاطینی ترجمہ کیا جبکہ فراغوت نے ابن الجزلہ کی کتاب، نیز علی عباس اور حنین کی کتابوں کے تراجم کئے۔

ویسٹرن اٹلی میں Burgundio of Pisa کا نام قابل ذکر ہے جس نے جالینوس کی کتابوں کے تراجم کئے اسی طرح ایک اور یہودی Banacosa نے پڈوآ کے شہر میں ابن رشد کی کتاب الکلیات کا ترجمہ کیا۔ اٹلی میں یونیورسٹی آف نیپلز 1224 اور پڈوآ کے قیام کے بعد بھی اسلامی انفلوئینس مغربی یوروپ پہنچا۔

بغداد کا زوال

جب یوروپ میں علم کی روشنی پھیلنا شروع ہوئی اور انہوں نے مسلمانوں کے اطوار، اخلاق، عادات، کو اپنانا شروع کر دیا تو خود مسلمان جہالت کے دور میں ڈوبنا شروع ہو گئے۔ اس کی کئی وجوہات تھیں مگر بادی النظر میں جو قابل قبول ہے وہ یہ کہ جنگجو قوموں نے بغداد کی خوشحالی سے حسد کرتے ہوئے اس پر حملے کرنے شروع کر دئے جیسے ۱۲۱۸ء میں چنگیز خان نے حملہ کیا اور پھر ۱۲۵۶ء میں ہلاکو خاں نے حملہ کر کے شہر کو خس و خاشاک کر دیا۔ ۱۰ فروری ۱۲۵۸ء کو بغداد نے ہتھیار ڈالے اور اس کے کتب خانوں سے کتابوں کو جلا کر راکھ کر دیا گیا جو کتابیں بچ گئیں ان کو دجلہ میں پھینک دیا گیا اتنا کہ دریا کا پانی ان کی سیاہی سے سیاہ ہو گیا۔ ۱۴۰۱ء میں تیمور لنگ نے حملہ کر کے باقی کی کسر نکال دی۔

سلطنت عثمانیہ کے زیر اثر عراق تین صوبوں (ولایت) میں تقسیم تھا۔ بغداد ان میں سے ایک صوبہ کا دالحکومت تھا۔ ۱۹۲۱ء میں فیصل ابن شاہ حسین نے اس کو اپنا صدر مقام مقرر کیا۔ مگر ۱۹۵۸ء میں بادشاہت کو ختم کر دیا گیا اور عراق ری پبلک بن گیا۔

دنیا کی نگاہیں ایک بار پھر بغداد پر لگی ہوئی ہیں۔ اس میں دم ابھی باقی ہے۔ یہ شہر ایک بار پھر دوبارہ تمکنت حاصل کرے گا اور ایک بار پھر دنیا اس کے فیض سے متمع ہوگی۔ ☆☆☆

ناظمین اطفال توجہ دیں!

جملہ ناظمین اطفال سے درخواست ہے کہ وہ اپنی ماہانہ رپورٹ کارگزاری باقاعدگی سے ملکی دفتر کو ارسال کریں۔

٭ مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ بھارت ٭

پیش کرتے ہیں۔ آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب اور ربرشیٹ
ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے

NIR

Soniky

NEW-INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
34A, DEBENDRA CH.DEY ROAD KOLKATA-700015 (INDIA)
Phone:(Off.): 2329-0611/2288/0463/1287; 2328-3553/3560
(Res): 2240/2012 E-mail: newindia@cal2.vsnl.net.in
Fax: 033-23298954

داستان درویش بزبان درویش

از مکرم چودھری محمود احمد صاحب عارف درویش
سابق ناظر بیت المال وحال نائب ناظم وقف جدید بیرون

خاکسار کو اپنی درویشانہ زندگی کے مختصر حالات لکھتے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک بہت پیارا شعر یاد آ رہا ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں

؎ یہ سراسر فضل و احسان ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگاہ میں تیری کچھ کم نہ تھے خدمت گزار

واقعی یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ اس نے خاکسار کو درویشانہ زندگی گزارنے کی توفیق بخشی۔ الحمدللہ

سال 1947ء میں جب تقسیم ملک کے نتیجہ میں پاکستان کا قیام عمل میں آرہا تھا اور اس کے نتیجہ میں قادیان کی کثیر آبادی بادل نخواستہ حالات کی مجبوری کے تحت قادیان چھوڑ کر پاکستان منتقل ہو رہی تھی اس وقت خاکسار ایک اہم ڈیوٹی پر قادیان میں خدمت سرانجام دے رہا تھا۔ جس شعبہ کی ایک یہ بھی ڈیوٹی تھی افراد قادیان کی ہجرت میں ان کی مدد کرنا۔ ان دنوں میرے خاندان کے بہت سے افراد جو قادیان میں تھے ان کو بھی بحفاظت قادیان سے دیگر افراد کے ساتھ جماعت کے مہیا کردہ انتظامات کے تحت بھجوایا گیا۔ ان میں میری اہلیہ صاحبہ کے علاوہ میرے بڑے بھائی سردار عبدالحق صاحب شاکر اور ان کے اہل وعیال بھی تھے۔ رشتہ داروں میں کئی ایک نوجوان بھی تھے۔ مگر میرے دل میں ایک لمحہ کے لئے بھی یہ خیال نہ آیا کہ میں بھی اس ٹرک یا گاڑی میں سوار ہو کر پاکستان چلا جاؤں۔ اس حوصلہ مندی کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ میرے سپرد ایک اہم ڈیوٹی بھی تھی اور یہ خیال بھی کہ میں نے خدمت سلسلہ کے لئے اپنی زندگی اپنے پیارے خلیفہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر وقف کی ہوئی ہے۔ میرا جانا اس عہد کی خلاف ورزی ہوگی۔ اگر میری کچھ زندگی باقی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے قادیان خالی ہونے کے بعد بھی میری حفاظت فرمائے گا۔ ان شاءاللہ۔

چنانچہ قادیان خالی ہونے کے بعد قادیان میں رہ گئے درویشان جن کی تعداد 313 کے قریب تھی جن میں یہ خاکسار بھی شامل تھا اللہ تعالیٰ نے ہماری حفاظت کے سامان فرمائے جس کا ہم تصور بھی نہ کر سکتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے ان مقامات مقدسہ کی حفاظت نہیں کی بلکہ ان مقامات مقدسہ نے ہماری حفاظت فرمائی اور درویشانہ زندگی کا یہ پُر آشوب زمانہ بفضلہ تعالیٰ بخیر وخوبی گزرا۔

خاکسار ابھی درویشانہ زندگی کے حالات لکھنے سے قبل اپنی زندگی کے ابتدائی حالات عرض کرنا ضروری سمجھتا ہے۔ سال 1925ء میں خاکسار کی پیدائش موضع نواں کوٹ پار ضلع شیخوپورہ میں ہوئی (یہ گاؤں پاکستان میں ہے) مگر خاکسار چھوٹی عمر میں تقسیم ملک سے قبل سال 1938ء میں بغرض حصول تعلیم قادیان آگیا تھا۔ خاکسار نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں مکمل کی۔ مڈل کلاس پاس کرنے کے بعد ہماری جماعت احمدیہ شاہ مسکین کے امیر مکرم سید ولایت شاہ صاحب مرحوم کی تحریک پر میرے تایا جان میاں غلام احمد صاحب مرحوم نے مزید تعلیم کے حصول کے لئے مجھے قادیان بھجوانے پر رضامندی دی۔ اور مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ شاہ مسکین مجھے خود اپنے ساتھ لیکر قادیان آئے اور مدرسہ احمدیہ میں داخل کرایا۔ اس وقت حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ عنہ (ماموں حضرت مصلح موعودؓ) مدرسہ احمدیہ کے ہیڈ ماسٹر تھے، بڑے نیک بزرگ اور بارعب شخصیت تھے بڑی شفقت اور محبت کرنے والے ایک اعلیٰ منتظم تھے اس وقت مدرسہ احمدیہ میں تعلیم کا بہت اعلیٰ معیار تھا۔ ٹیچرز بھی بہت اعلیٰ شخصیت کے مالک تھے۔ ان میں بعض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی بھی تھے۔ ان ایام میں حضرت مصلح موعودؓ کے بعض بچے مثلاً محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب وغیرہ بھی مدرسہ احمدیہ میں زیر تعلیم تھے۔ صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب خاکسار کے کلاس فیلو تھے۔

خاکسار نے مدرسہ احمدیہ میں دو سال 1938-1939 تعلیم حاصل کی۔ چونکہ سال 1939ء میں دوسری جنگ عظیم شروع ہو چکی تھی اور حالات میں اس تبدیلی کی وجہ سے قادیان کے نوجوان اور مدرسہ احمدیہ کے بعض طلباء حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تحریک پر فوج میں بھرتی ہو گئے۔ ان میں خاکسار بھی شامل تھا۔ فوج میں ابتدائی ٹریننگ

کے بعد پنجاب گروپ کی ایک فوجی یونٹ 8/15 پنجاب رجمنٹ میں ہم سب کی تقرری ہوئی جو انبالہ میں قائم کی گئی تھی۔ اس رجمنٹ میں تین کمپنیاں عیسائی نوجوانوں کی تھیں اور ایک کمپنی احمدی نوجوانوں کی تھی۔ جو B کمپنی تھی جس کے کمانڈر ایک میجر تھے۔ جن کا نام سردار سورن سنگھ تھا جو ضلع جالندھر کے رہنے والے تھے۔ اور احمدیوں کے ساتھ بہت محبت رکھتے تھے۔ ایک عیسائی کمپنی کے کمانڈر ہمارے صاحبزہ مرزا داؤد احمد صاحب تھے جو فوج میں میجر تھے۔ آپ حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔

اس 8/15 پنجاب رجمنٹ کو ہندوستان میں مختلف مقامات پر اپنے فرائض کی ادائیگی کے سلسلہ میں جانے کا موقع ملا۔ مگر الٰہی منشاء کے تحت محاذ جنگ پر جانے کا موقع نہیں ملا۔ گاؤں کی ابتدائی تعلیم کے بعد تقریباً دو سال تک قادیان میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد فوج کی سروس میں خاکسار کو اپنی تعلیم کو مزید بڑھانے اور انڈین آرمی کلاس تک کا امتحان پاس کرنے کا موقعہ ملا جو سول ایجوکیشن میں .B.A تک کا سٹینڈرڈ ہے۔ جس کی وجہ سے خاکسار کو دفتر میں کام کرنے کی ڈیوٹی پر لگا دیا گیا تھا۔ کچھ عرصہ تک انٹیلیجنس محکمہ میں بھی خدمت کرنے کا موقع ملا۔ سال 1945ء میں جنگ عظیم ختم ہونے پر جب فوج میں کمی کی جا رہی تھی ہماری 8/15 پنجاب رجمنٹ کو بھی ختم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ کیونکہ جنگ ختم ہونے پر ہندوستان میں اتنی بڑی فوج رکھنے کی اب ضرورت نہ تھی اور بھی بے شمار رجمنٹوں اور فوجیوں کو فارغ کر کے گھر بھجوا دیا گیا تھا۔

سال 1944ء میں چونکہ خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلسلہ کی خدمت کے لئے اپنی زندگی وقف کرنے کی درخواست پیش کر دی تھی جس کو حضور نے ازراہ کرم منظور فرما لیا تھا اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ آپ ابھی فوج میں کام کرتے رہیں جب ضرورت ہوگی آپ کو بلا لیا جائے گا۔ جب سال 1945ء میں جنگ ختم ہوگئی اور پاکستان کے قیام کی تحریک زوروں پر تھی اور قادیان کے لئے خطرات پیدا ہونے کے آثار نظر آ رہے تھے حضور انور نے اسی سال کے آخری ایام میں ملازمت چھوڑ کر قادیان آنے کا ارشاد فرمایا۔ خاکسار کی ڈیوٹی چونکہ آفس میں تھی اور فوجیوں کی فراغت کا کام زوروں پر تھا اس لئے بہت کوشش کے بعد خاکسار کو سال 1946ء کے آخری ایام میں فوج سے فراغت مل گئی۔ فارغ ہونے کے بعد جنوری 1947 میں خاکسار گھر جانے کی بجائے سیدھا قادیان پہنچا اور حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوا اس ملاقات میں حضور انور کے ساتھ مختلف امور پر بات ہوئی۔ حضور انور نے بہت محبت اور شفقت کا اظہار فرمایا اور دفتر پرائیویٹ کے جو افسر ساتھ تھے ان کو فرمایا کہ عارف صاحب یعنی خاکسار کو شعبہ ''حفاظت مرکز'' میں تعینات کر دیا جائے۔ یہ شعبہ تقسیم ملک کے نتیجہ میں بگڑ رہے حالات کے پیش نظر قادیان کی حفاظت وغیرہ کے لئے قادیان میں قائم کیا گیا تھا۔

خاکسار کی قادیان اور مقامات مقدسہ کی حفاظت اور دیگر انتظامات کی غرض سے قائم کئے گئے شعبہ ''حفاظت مرکز'' میں تقرری کے بعد خاکسار کو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جو کام کرنے کے مواقع ملے یہ ایک طویل داستان ہے۔ بعض باتیں بھول چکی ہیں اور بعض یاد ہیں۔

اب میں بعض دوسری باتوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جن کا درویشانہ زندگی سے تعلق ہے۔ ان میں بعض واقعات کا تعلق درویشانہ زندگی شروع ہونے سے پہلے کا جو مندرجہ بالا مضمون کے تسلسل کو قائم رکھنے کی وجہ سے ذکر کرنا رہ گیا ہے۔

الف: خاندانی حالات۔ جیسا کہ خاکسار اسی مضمون کی ابتداء میں یہ ذکر کر چکا ہے کہ خاکسار کی پیدائش سال 1925 میں موضع نواں کوٹ ضلع شیخوپورہ میں ہوئی تھی۔ (یہ مقام اب پاکستان میں ہے۔) خاکسار خدا کے فضل و کرم سے پیدائشی احمدی ہے۔ والد صاحب محترم میاں شیر محمد صاحب مرحوم اور والدہ صاحبہ رقیہ بیگم صاحبہ مرحومہ اور دیگر افراد خاندان نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے عہد خلافت میں بیعت کی۔ والد صاحب نے دو شادیاں کیں پہلی بیوی سے دو بیٹے پیدا ہوئے مکرم سردار عبدالحق صاحب شاکر مرحوم اور مکرم ماسٹر محمد انور صاحب مرحوم۔ پہلی بیوی کی وفات کے بعد خاکسار کی والدہ سے شادی کی جن سے خاکسار اور خاکسار سے چھوٹی ایک بہن نور آمنہ صاحبہ مرحومہ کی پیدائش ہوئی۔ ہم بہت چھوٹے تھے کہ والدین وفات پا گئے اس وجہ سے ہم کو ہمارے تایا مکرم حکم میاں غلام احمد صاحب نے اپنی کفالت میں لے لیا۔ دونوں بڑے بھائی بھی تایا جان مرحوم کے گھر میں ہی قیام پزیر تھے۔ محترم تایا جان کی دوسری بیوی جن کا نام اشرف بیگم تھا جو نیک سیرت اور بہت خوش اخلاق تھیں نے ہماری پرورش اپنے بچوں کی طرح کی اور ہم کو یتیمی کا احساس تک نہ ہونے دیا۔ محترم تایا جان مرحوم بیان کرتے تھے کہ ہمیں معلوم ہوا کہ ایک شخص نے جن کا اسم گرامی مرزا غلام احمد ہے اور قادیان ضلع گورداسپور سے ان کا تعلق ہے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور وہ لاہور میں آئے ہیں۔ یہ خبر سن کر مکرم تایا جان مرحوم اور میرے والد صاحب مرحوم لاہور گئے ان کے ہمراہ ان کے پھوپھی زاد بھائی میاں اشرف صاحب مرحوم بھی تھے۔ جہاں انہوں نے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت بھی کی مگر بیعت کرنے کی توفیق نہ ملی۔ البتہ بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے زمانہ میں بیعت کی۔ اس طرح ان کو احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق مل گئی۔ الحمد للہ۔

میرا گاؤں نواں کوٹ لاہور سے چند میل کے فاصلہ پر فیصل آباد جانے والی سڑک پر واقع ہے۔ گاؤں کے قریب سے دریائے راوی گزرتا ہے۔ گاؤں کی 80/90 فیصد آبادی مسلم تھی۔ جن میں چار پانچ گھر احمدیوں کے تھے۔ چند گھر غیر مسلم افراد کے تھے، چونکہ ہمارے احمدی افراد تعلیم یافتہ، اور با اخلاق اور سرکاری وغیر سرکاری عہدوں پر فائز تھے اس لئے غیر احمدی اور غیر مسلم افراد احمدیوں کی عزت کیا کرتے تھے اور اپنے تمام معاملات میں ہماری مدد کے محتاج ہوا کرتے تھے۔ کسی قسم کی کوئی مخالفت نہ تھی سبھی پیار و محبت سے رہتے تھے۔ میرے تایا جان بہت بارعب شخصیت والے تھے اور مقامی کواپریٹو بنک کے منتظم اعلیٰ تھے۔ حکمت کا کام بھی کرتے تھے اور گاؤں کے بیمار افراد کی خدمت کیا کرتے تھے۔

اب میں اپنے اصل مضمون یعنی درویشانہ زندگی کا آغاز کیسے ہوا اس کی تفصیل بیان کرتا ہوں۔ خاکسار اپنے قادیان آنے اور حفاظت مرکز میں اپنی تقرری کا ذکر پہلے کر چکا ہے۔ قادیان کی حفاظت کے لئے شعبہ حفاظت مرکز کی طرف سے جہاں مقامی طور پر مختلف نوعیت کے اقدامات کئے گئے وہاں قادیان کے مضافات میں بعض مقامات پر ان افراد کو مناسب سامان دیکر رکھا گیا تھا کہ باہر سے قادیان پر حملہ کرنے والے شرپسند نہ آسکیں۔ اس روک تھام کا بہت فائدہ ہوا۔ بعض بیرونی مقامات پر سرکاری مدد سے غیر مسلم سکھ جتھوں نے حملہ کیا اور نقصان اٹھایا اور کسی قدر ہمارا بھی نقصان ہوا۔ بہر حال جیسے جیسے حالات خراب ہوتے گئے قادیان کے دور دراز مضافات کے افراد اپنے گاؤں اور گھر چھوڑ کر اور اپنی جانوں کی حفاظت کے لئے قادیان آنا شروع ہو گئے۔ ان میں کثیر تعداد غیر احمدی مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں کی تھی۔ مگر احمدی گھرانوں نے بڑی فراخدلی کے ساتھ ان کو اپنے گھروں، مکانوں اور ہر ایسی جگہ دی جہاں انسان قیام کر سکتا ہے۔ قادیان کا ہر مکان ہر گلی اور محلّہ یہاں تک کہ سڑکیں تک ان مہاجرین سے بھر گئیں۔ جماعت کی طرف سے ان کے خورد و نوش کا انتظام کیا گیا تھا۔ ایسے حالات میں چونکہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قادیان میں قیام مناسب نہ تھا۔ لہٰذا حضور انور جماعتی مشورہ کے مطابق غالباً ماہِ اگست یا ستمبر کی کوئی تاریخ تھی لاہور تشریف لے گئے اور لاہور رتن باغ میں قیام پذیر ہوئے اور جماعتی کام سرانجام دینے کے علاوہ ان غیر معمولی حالات میں جماعت اور خاص طور قادیان مرکز کے ذمہ دار افراد کی رہنمائی فرماتے رہے۔ ان حالات میں سرکاری طور پر جب یہ اعلان کیا گیا کہ قادیان کی آبادی کو قافلہ کی صورت میں پاکستان بھجوا دیا جائے گا۔ یہ اطلاع ملنے پر ریڈیو پاکستان لاہور سے حضور انور کا یہ پیغام نشر ہوا کہ افراد قادیان قافلہ کی صورت میں قادیان سے نہ آئیں۔ اسی غرض کے لئے حضور انور نے 100 سے زائد بسوں اور ٹرکوں کو قادیان بھجوانے کا انتظام فرمایا۔ اور اس طرح قادیان کے احمدی افراد کی کثیر تعداد بذریعہ بسوں اور ٹرکوں پاکستان روانہ ہوئی۔

مگر ایک کثیر تعداد میں غیر احمدی مرد، عورتیں، بچے بھی قافلہ کی شکل میں پاکستان گئے ان میں کچھ احمدی افراد بھی شامل تھے۔ مگر احمدیوں کی کثیر تعداد جماعت کی طرف سے مہیا کردہ نظام کے تحت بسوں اور ٹرکوں کے ذریعہ گئی۔ اس قافلہ کو سفر میں سکھوں کے جتھے کے حملے کے نتیجہ میں تھوڑا بہت نقصان بھی پہنچا۔ لیکن پھر بھی کثیر تعداد اس قافلہ کی بخیریت پاکستان پہنچ گئی اس جماعتی نظام اور قافلہ کی روانگی سے قبل بھی اور بعد بھی وقتاً فوقتاً ٹرک اور بس قادیان آتی رہتی تھی جن کے ذریعہ قادیان کے احمدی احباب کو بھجوایا جاتا رہا جس کا انتظام ''حفاظت مرکز'' محکمہ کے سپرد تھا۔ میں نے اسی انتظام کے ذریعہ اپنے عزیز و اقارب سب کو بھجوانے کا انتظام کیا۔ پاکستان کے قیام کا اعلان تو 14/15 اگست 1947ء کو ہوا تھا لیکن قادیان سے ہجرت کرنے کی کاروائی پہلے سے شروع ہو چکی تھی جو 1948ء کے نصف اول تک جاری رہی۔

اور حضور انور کا بھی یہ ارشاد تھا کہ قادیان کو کسی حالت میں بھی خالی نہیں چھوڑنا۔ چنانچہ قادیان سے کثیر تعداد میں احمدی افراد کی ہجرت کے بعد 313 کے قریب قادیان میں مستقل طور پر رہنے والے نوجوان رہ گئے جن میں کچھ مقامی اور بیرونی دیہاتوں سے آئے رضا کار احمدی نوجوان بھی تھے۔ آخری قافلہ تو غالباً اکتوبر یا نومبر میں قادیان سے گیا تھا جس کے انچارج مکرم مولانا جلال الدین شمس صاحب تھے۔ محلّہ دارالانوار سے ہم نے پرسوز دعاؤں کے ساتھ اس قافلہ کو روانہ کیا تھا جس میں آٹھ دس ٹرک تھے۔ اس کے بعد بھی فرداً فرداً افراد جاتے اور آتے رہے۔ مگر آمد و رفت کا یہ سلسلہ بالآخر ماہ فروری 1948ء میں مکمل طور پر بند ہو گیا۔ پاکستان سے آخری آنے والے قافلہ میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ مع اہلیہ صاحبہ تشریف لائے تھے۔

حضور انور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے قادیان سے

ہجرت کرنے کے بعد حضرت مرزا البشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ امیر مقامی اور نگران مقرر کئے گئے۔ ان کے جانے کے بعد محترم حضرت مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ امیر و نگران بنائے گئے۔ ان کے تشریف لے جانے کے بعد محکمہ حفاظت مرکز کے نگران میجر ریٹائرڈ شریف احمد صاحب باجوہ بنائے گئے۔ ان کی گرفتاری کے بعد مکرم شیر ولی صاحب ریٹائر صوبیدار میجر اور آنریری کیپٹن نگران اور مقامی امیر بنائے گئے۔

مکرم شیر ولی صاحب کے جانے کے بعد چونکہ حالات کافی پُر امن ہو چکے تھے لہٰذا مکرم حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹؓ کو ناظر اعلیٰ اور امیر مقامی کے فرائض دینے کے لئے پاکستان سے قادیان بھجوایا گیا اور حسب ارشاد حضور انور صدر انجمن احمدیہ قادیان میں دفاتر قائم کرنے اور بیرونی جماعتوں کو Organize کرنے کا کام شروع ہوا۔ نظارت علیا، دفتر محاسب، بیت المال، دفتر جائیداد، دفتر تبلیغ وغیرہ نے کام کرنا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ صدر انجمن احمدیہ کی جائیدادوں کی واپسی کا کام بھی شروع ہوا۔ اسی سلسلہ میں مکرم صلاح الدین صاحب ایم اے کے ہمراہ جالندھر کئی بار کسٹودین آفس جانے اور خدمت بجالانے کا موقع ملا۔ انجمن کی جائیدادیں جو تقسیم ملک کے نتیجہ میں کسٹوڈین محکمہ کی تحویل میں چلی گئی تھیں۔ مرکز دہلی کے فیصلہ کے مطابق ضلع پنجاب کی حکومت کا یہ فیصلہ قابل تعریف ہے کہ قادیان کے انخلا کے بعد جو چند سو افراد قادیان میں رہ گئے تھے ان کی حفاظت کے لئے سرکاری طور پر انتظام کیا گیا اور دارالانوار سے لیکر احمدیہ چوک تک اور گوردوارہ والی گلی کے پیچھے سے مسجد اقصیٰ تک اور اس کے پیچھے والی گلی سے لیکر ڈھاب تک اور بہشتی مقبرہ، محلّہ ناصر آباد اور اسی سے ملحقہ کھیت وغیرہ احمدیوں کی تحویل میں رکھے جانے کا فیصلہ ہوا اور سرکاری طور پر یہ فیصلہ ہوا کہ اس ایریا میں کسی غیر مسلم کو خالی ہو چکے مکانات کی الاٹمنٹ نہ ہوگی۔

چنانچہ شروع میں تو درویشان کی قلیل تعداد کی وجہ سے اس ایریا کو آباد رکھنے میں مشکل پیش آئی۔ مگر جیسے جیسے حالات بہتر ہوتے گئے بعض درویشان جو شادی شدہ تھے ان کی بیویوں کی پاکستان سے واپسی ہونی شروع ہوئی۔ نیز بعض نوجوان درویشان کی یوپی، بہار، اڑیسہ وغیرہ علاقہ میں شادیاں ہونے لگیں۔ نیز بعض خاندان حسب ارشاد حضور انور قادیان کی آبادی کے لئے دیگر صوبہ جات سے قادیان آنے شروع ہوئے تو پھر مکانات میں کمی محسوس ہونے لگی۔ لہٰذا بہت سے نئے مکانات اپنے ایریا میں بنانے پڑے۔ کوٹھی دارالسلام بھی مل گئی۔

تقسیم ملک کے بعد حالات سازگار ہونے پر جب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے دفاتر قائم کرنے اور دیگر صوبہ جات کی جماعت ہائے احمدیہ کو Organize کرنے کا کام شروع ہوا تو محکمہ حفاظت مرکز کے جو نوجوان قادیان میں رہ گئے تھے ان میں سے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو دفاتر میں کام کرنے کی ذمہ داری دی گئی۔

چنانچہ خاکسار کو دفتر بیت المال آمد اور دفتر محاسب میں تعینات کیا گیا۔ مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ہمارے افسر تھے۔ اس کے بعد کے عرصہ میں مختلف اوقات میں خاکسار کو مندرجہ ذیل دفاتر میں بھی کام کرنے کا موقع ملا:

نظارت تعلیم بطور نائب ناظر، ۲۔ نظارت امور عامہ بطور نائب ناظر، ۳۔ آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ، ۴۔ نظارت علیاء بطور نائب ناظر، ۵۔ نظارت بیت المال آمد بطور ناظر، ۶۔ نظارت بیت المال خرچ بطور ناظر

سال 1985ء میں جب خاکسار بطور ناظر بیت المال خرچ کام کر رہا تھا میری ریٹائرمنٹ ہوئی مگر صحت اچھی ہونیکی وجہ سے حسب ارشاد حضور انور بطور ری ایمپلائے کئی سال تک ناظر بیت المال خرچ کے طور پر کام کرنے کا موقع ملا۔ اب گزشتہ دو تین سال سے دفتر وقف جدید بیرون میں بطور نائب ناظم خدمت سرانجام دے رہا ہوں۔ الحمد للہ کہ مسلسل خدمت کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔

غالباً سال 1950ء کے آخر میں درویشان کی جن 11 فیملیز کو قادیان آنے کی اجازت ملی اس وقت تک پاکستان آنے جانے کے لئے کوئی پاسپورٹ کی ضرورت نہیں ہوا کرتی تھی بلکہ صرف پرمٹ سسٹم تھا۔ پاکستان سے ادھر قادیان آنے پر خود بخود انڈین نیشنیلٹی مل جاتی تھی۔ ان 11 فیملیز میں خاکسار کی اہلیہ فاطمہ بیگم صاحبہ بھی قادیان آگئیں تھیں۔ میری شادی اگرچہ 1945ء میں ہوگئی تھی مگر اولاد کوئی نہ تھی مگر اللہ تعالیٰ نے قادیان میں درویشانہ زندگی کے طفیل کئی برکات سے نوازا اور مجھے اولاد بھی عطا کی۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

اولاد:

سال 1945 میں شادی ہو جانے کے بعد سال 1950ء تک مشیت ایزدی سے کوئی اولاد نہ تھی۔ سال 1950ء میں اہلیہ صاحبہ کے پاکستان سے قادیان آنے کے بعد سال 1953ء میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بیٹی عطا کی جس کا نام عزیزہ حمیدہ بشریٰ ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مزید تین بیٹوں اور دو بیٹیوں سے نوازا۔ بڑا بیٹا طاہر احمد سرکاری سروس میں ہے۔ دوسرا لئیق احمد قادیان میں اپنا کاروبار کر رہا ہے اور تیسرا

بیٹا نصیر احمد جامعہ احمدیہ سے مولوی فاضل پاس کر کے سلسلہ کی خدمت کر رہا ہے۔ الحمدللہ

ربوہ کے آباد ہونے کے بعد کئی دفعہ ربوہ جانے کا موقع ملا اور اس دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سے ملاقاتیں کرنے کا بھی شرف حاصل ہوتا رہا۔ حضور انورؓ کی وفات کے بعد حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوتا رہا۔ آپ کی وفات 1982ء میں ہوئی اور حضرت مرزا طاہر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ خلیفۃ المسیح الرابع منتخب ہوئے۔ اس مجلس انتخاب خلافت میں قادیان سے خاکسار کو بطور نمائندہ بھارت و صدر انجمن احمدیہ قادیان شامل ہونے کی سعادت ملی۔ الحمدللہ

دو سال قبل 2001ء میں خاکسار کو ربوہ جانے اور ایک طویل عرصہ بعد اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ ملاقات کرنے کا موقعہ ملا۔ اس وقت موجودہ حضور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ربوہ میں ناظر اعلیٰ تھے۔ میرے دل میں آپ کے ساتھ ملاقات کرنیکی شدید خواہش پیدا ہوئی۔ حالانکہ ملاقات کرنے کے علاوہ دوسرا کوئی کام یا موقعہ نہ تھا۔ محض زیارت کرنا مقصود تھا۔ آپ کے ساتھ دفتر میں زیارت اور ملاقات کرنے کا موقع ملا اور آپ کی شفقت اور باتوں سے بہت ہی خوشی ہوئی۔ اس وقت میرے ساتھ میرا بیٹا عزیز نصیر احمد عارف بھی تھا جو قادیان میں سلسلہ کی خدمت سرانجام دے رہا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس کی صحت اور عمر میں برکت دے اور آپ کے عہد خلافت میں اسلام اور احمدیت کو مزید عظیم الشان ترقیات سے نوازے۔ آمین

تادم تحریر خاکسار کو اللہ تعالیٰ سلسلہ کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام خدمات کو قبول کرے اور خاتمہ بالخیر فرمائے اور مزید اپنے بیشمار فضلوں سے نوازے نیز میری اولاد کو بھی اپنی برکات سے نوازے۔ آمین ☆☆☆

درخواست دعا

اراکین مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ نونہ مئی، کشمیر جملہ قارئین مشکوٰۃ کی خدمت میں سلام عرض کرتے ہوئے امتحانات میں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

(مکرم محمد الطاف حسین صاحب معلم جماعت احمدیہ نونہ مئی کشمیر)

DIL BRICKS UNIT
PH: 06723-35814
DELAWAR KHAN (EX. ARMY)
VILL :- KARDAPALLI
P.O. TIGIRIA
DISTT- CUTTACK (ORISSA)

Love For All Hatred For None
M C Mohammad
Prop. (Kodiyathoor)
Subaida Timber
Dealers in
Teak Timber, Timber Log, Teak Poles & Sizes Timber Merchants
Chandakkadave, P/O. Peroke
Kerala-673631
Phone: 0495- 2403119 (O)
2402770 (R)

میر تقی میر

...... طلعت بشریٰ

میر تقی نام اور میر تخلص تھا۔ والد کا نام محمد علی تھا جو نہایت پرہیز گار اور متقی انسان تھے۔ اِن کی نیکی و پرہیز گاری کی وجہ سے لوگ انہیں میر متقی کے نام سے یاد کرتے تھے۔ آپ کے آباء و اجداد حجاز سے ہجرت کر کے دکن آئے کچھ عرصہ گجرات میں قیام کیا۔ پھر اکبر آباد (آگرہ) میں آباد ہو گئے۔

میر تقی میر ۱۷۲۲ء میں آگرہ میں پیدا ہوئے۔ میر کی والدہ آپ کی پیدائش کے بعد جلد ہی وفات پا گئیں۔ آپ کی پرورش آپ کے والد کے ایک مرید جنہیں آپ چچا کہا کرتے تھے سید امان نے کی لیکن ابھی آپ نو دس برس کے ہی تھے کہ ان کی وفات ہو گئی اور ان کی وفات کے چند ماہ بعد ہی آپ کے والد بھی وفات پا گئے۔ یوں میر بے آسرا رہ گئے۔ سوتیلے بھائی نے انہیں گھر سے نکال دیا۔

آگرہ سے دہلی آمد

میر آگرہ سے دہلی آئے۔ ایک نواب صاحب کے ہاں ملازمت کی لیکن نواب صاحب ایک جنگ میں مارے گئے۔ ان دنوں دلی کی سیاسی و معاشرتی حالت بے حد ابتر تھی۔ مجبوراً آپ کو واپس آگرہ جانا پڑا وہاں بڑے بھائی نے آپ پر عرصہ حیات تنگ کر دیا جس سے ایک بار پھر سترہ برس کی عمر میں آپ کو آگرہ چھوڑنا پڑا۔ آپ دہلی اپنے خالو سراج الدین خان آرزو جو فارسی کے مسلم الثبوت استاد تھے کے ہاں قیام پذیر ہوئے۔ خان آرزو کا گھر علم و ادب کا مرکز تھا۔ دہلی کے مشہور شعراء ان کے گھر جمع ہوتے تھے۔ ان کی صحبت میں آپ بہت جلد عمدہ شعر کہنے لگے۔ لیکن یہاں بھی سوتیلے بھائی نے چین سے نہ رہنے دیا اور خان آرزو کو آپ کے خلاف بھڑکایا۔ آخر کار میر کو یہاں سے بھی نکلنا پڑا۔

محبت بھی ناکام ہوئی۔ اس کا اظہار اس شعر میں ہوتا ہے ؎

پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں
اس عاشقی میں عزت سادات بھی گئی

نواب حسام الدولہ کو ان کی دیوانگی کا علم ہوا تو اپنے پاس بلا کر علاج کروایا اور ایک روپیہ یومیہ وظیفہ بھی مقرر کیا۔ لیکن میر کو اطمینان اور سکون میسر نہ ہوا۔

دہلی کا پُر آشوب دور

میر کا دور شورشوں اور فتنہ و فساد کا دور تھا۔ نادر شاہ، احمد شاہ ابدالی مرہٹوں، روہیلوں اور سکھوں کی لوٹ کھسوٹ۔ آپس کی خانہ جنگی نے افراتفری اور نفسانفسی پیدا کر دی تھی۔ دلی کی گلیوں میں انسانی خون پانی کی طرح بہتا تھا۔ یہی خون میر کے اشعار میں سمٹ آیا۔

ہم کو شاعر نہ کہو میر کہ صاحب میں نے
رنج و غم کتنے کیے جمع تو دیوان ہوا

چھوٹے چھوٹے نواب اور جاگیر دار خود مختاری کا اعلان کر رہے تھے۔ حکومت کا خزانہ خالی ہو رہا تھا۔ ارباب علم و فضل کو کوئی پوچھتا نہ تھا۔ میر نے تمام عمر رنج و الم اور تنگدستی میں گزاری آخری عمر میں لکھنؤ گئے وہاں آپ کی شاعری کی دھوم مچ گئی۔ نواب آصف الدولہ نے ۳۰۰ روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر کر دیا۔ زندگی آرام سے بسر ہونے لگی۔ لیکن تمام عمر کے صدمات نے آپ کے مزاج کو چڑچڑا بنا دیا تھا۔ اپنی طبیعت کو خوداری اور چڑچڑے پن کی وجہ سے نواب صاحب سے ناراض ہو کر علیحدہ ہو گئے۔ طبیعت میں خودداری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اس لیے نہایت مفلس ہو گئے۔ نوبت فاقوں تک پہنچ گئی پھر بھی بھول کر دربار کا رخ نہ کیا۔ آخری تین سالوں میں جوان بیٹی اور بیوی کی موت نے صدمات میں مزید اضافہ کر دیا۔ ۱۸۱۰ء لکھنؤ میں وفات پائی۔

میر کی شاعری

میر نے غزل مثنوی، مرثیہ، قصیدہ اور رباعی مختلف اصناف سخن کو وسیلہ اظہار بنایا۔ واسوخت اور مثلث اور مربع کی اصناف کو اردو میں رواج دینے کا سہرا میر کے سر ہے۔ غزل گوئی کے اعلیٰ مقام پر پہنچے جس کا بڑے بڑے شاعروں نے اعتراف کیا ہے مثلاً مرزا محمد رفیع سودا، جو میر کے ہمعصر بھی تھے کہتے ہیں ؎

سودا تو اس زمیں میں غزل در غزل ہی کہہ
ہونا ہے تجھ کو میر سے استاد کی طرح

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا خراج تحسین

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمۃ اللہ علیہ اردو کلاس میں میر کے متعلق فرماتے ہیں:-

''میر کا کمال یہ ہے کہ وہ اپنے زمانے سے اس طرح اونچے نکلے ہیں کہ زمانہ نیچے دکھائی دیتا ہے۔ اونچا بھی اور آگے بھی نکل گئے۔ میر کے شعر پڑھیں تو لگتا ہے آج ہی کسی نے کہے ہیں۔ زبان

ایسی چست اور اعلیٰ درجہ کی کہ انسان یہ سوچتا بھی نہیں کہ اتنے پرانے زمانے کی اردو اتنی اچھی ہوگی تو بعض لوگ زمانہ بناتے ہیں۔ زمانہ ان کو نہیں بناتا۔ میر ان شاعروں میں سے تھے جن کو زمانے نے نہیں بنایا۔ انہوں نے زمانہ بنایا۔ اردو کے اوپر اپنی ایک چھاپ ڈالی ہے اور وہ پھر کبھی مٹ نہیں سکتی۔ جو مرضی آجائے جتنے چوٹی کے شاعر آجائیں مگر میر تقی میر نہیں بن سکتا۔ ذوق کہتا ہے ۔

نہ ہوا پر نہ ہوا میر کا انداز نصیب
ذوق یاروں نے بہت زور غزل میں مارا

چوٹی کے شعراء نے بڑا زور مارا ہے کہ میر بن سکیں۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میر کی باتیں ہی الگ اس کے جملے ہی الگ۔ ہر مصرعہ عجیب طرح سے بولتا ہوا زندہ ہے۔" (الفضل ۲۰ نومبر ۱۹۹۸ء)

میر خود ایک جگہ کہتے ہیں ۔

گئی عمر در بند فکر غزل
سو اس فن کو ایسا بڑا کر چلے

غالب نے میر کی عظمت کا اعتراف کچھ یوں کیا ہے ۔

ریختہ کے تم ہی استاد نہیں ہو غالب
کہتے ہیں اگلے زمانے میں کوئی میر بھی تھا

اور ۔

غالب اپنا تو عقیدہ ہے بقول ناسخ
آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہیں

حسرت موہانی نے کچھ یوں کہا ہے ۔

شعر اپنا بھی بہت خوب و لیکن حسرت
میر کا شیوۂ گفتار کہاں سے لاؤں

ان اشعار سے واضح ہوتا ہے کہ میر کو اردو شاعری میں کس قدر بلند مقام حاصل ہے۔ میر کو خود بھی اپنے اعلیٰ و منفرد انداز کا پوری طرح احساس تھا وہ خود کہتے ہیں ۔

پڑھتے پھریں گے گلیوں میں ان ریختوں کو لوگ
مدت رہیں گی یاد یہ باتاں ہماریاں

دوسری جگہ کہا ۔

سارے عالم پہ ہوں میں چھایا ہوا
مستند ہے میرا فرمایا ہوا

غزل کے پیکر میں جس قسم کے جذبات و خیالات کا اظہار کیا جا سکتا ہے۔ میر کی شاعری اس کی زندہ مثال ہے۔ انہوں نے غزل کے ذریعہ سے اردو کو عاشقانہ شاعری کا اسلوب سکھایا۔ صنف غزل جس قسم کے دردسوز اور حزن و غم کی متقاضی ہے میر کو وہ انداز بدرجہ اتم ودیعت ہوا۔ پھر انہوں نے صنف غزل کو وہ شائستہ دھیما لب و لہجہ عطا کیا جس کی مثال نہیں ملتی۔ میر نے واردات قلبی کی نہایت خوبصورت عکاسی کی ہے۔ بچپن سے موت تک کے سفر میں جو جو آلام برداشت کیے اور جو حوادث ان کے گرد و پیش میں رونما ہوئے ان سب کو اپنی ذات میں سمویا زمانے کے غم کو اپنا ذاتی غم بنایا اور اپنے ذاتی غم کو اس انداز سے بیان کیا کہ اس میں آفاقیت پیدا ہوگئی۔ ان میں ان کی بچپن کی تربیت کا بھی بہت بڑا دخل تھا۔ پھر وہ فطرتاً بھی دوربین واقع ہوئے۔ غم عشق اور غم روزگار چکی کے دو پاٹوں میں پستے رہے اور اپنے درد و کرب کو اشعار میں ڈھالتے رہے۔

<u>میر کی شاعری کے بعض نمونے</u>

میر کے کلام میں سادگی، بے ساختگی، سلاست و روانی اور شائستگی کے عناصر موجود ہیں۔ ان کے اشعار زبان سے نکلتے ہی دل میں اتر جاتے ہیں۔

ہمارے آگے ترا جب کسو نے نام لیا
دل ستم زدہ کو ہم نے تھام تھام لیا
یاد اس کی اتنی خوب نہیں میر باز آ
ناداں پھر وہ جی سے بھلایا نہ جائے گا

❀❀❀

میر کے اشعار سوز و گداز اور درد کی تصویریں ہیں وہ اپنے درد غم، مایوسیوں اور ناکامیوں کو اپنے اشعار میں بار بار بیان کرتے ہیں ۔

مستقل روتے ہی رہیئے تو بجھے آتش دل
ایک دو آنسو تو اور آگ لگا جاتے ہیں

میر مشکل سے مشکل مضمون کو چند لفظوں میں نہایت خوش اسلوبی سے بیان کر جاتے ہیں۔ بعض اشعار میں ایک جہان پوشیدہ ہوتا ہے۔

کہا میں نے کتنا ہے گل کو ثبات
کلی نے یہ سن کر تبسم کیا

❀❀❀

صبح تک شمع سر کو دھنتی رہی !!!
کیا پتنگے نے التماس کیا

❀❀❀

میر کی تشبیہات اور استعارات عام فہم ہیں ان کی سادگی دل موہ لیتی ہے

نازکی اس کے لب کی کیا کہیئے
پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے

❁❁❁

میر ان نیم باز آنکھوں میں
ساری مستی شراب کی سی ہے

❁❁❁

شام ہی سے بجھا سا رہتا ہے
دل ہے گویا چراغ مفلس کا

❁❁❁

میر کے کلام میں سہل ممتنع کی عمدہ مثالیں ملتی ہیں۔ مگر اس سادگی مین بھی پرکاری ہے۔

فقیرانہ آئے صدا کر چلے
میاں خوش رہو ہم دعا کر چلے
کہیں کیا جو پوچھے کوئی ہم سے میر
جہاں میں تم آئے تھے کیا کر چلے

❁❁❁

میر کی غزل خواہ چھوٹی بحر کی ہو یا طویل بحروں والی اس کی سادگی جوش روانی، بندش کی چستی اور ترنم برقرار رہتا ہے۔

پتہ پتہ بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے
جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے

❁❁❁

الٹی ہوگئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا
دیکھا اس بیماریٔ دل نے آخر کام تمام کیا

❁❁❁

میر کے ہاں خطابیہ انداز کے شعر بھی ملتے ہیں کبھی وہ خود کو مخاطب کرتے ہیں۔ ان کا یہ انداز بھی کلام میں اک طرفہ پیدا کرتا ہے۔

چلتے ہو تم چمن کو چلئے سنتے ہیں کہ بہاراں ہے
پات ہرے ہیں پھول کھلے ہیں کم کم باد و باراں ہیں

اگرچہ میر کو زندگی میں وہ عزت و مقام نہ ملا جس کے وہ اہل تھے لیکن پھر بھی وہ ناامید نہ تھے لکھتے ہیں کہ:-

جانے کا نہیں شور سخن کا مرے ہرگز
تاحشر جہاں میں مرا دیوان رہے گا

✡ ✡ ✡

هذا من فضل ربي

K A Nazeer Ahmad
Mobile : 98471-87026
Phone: 0495-2405834 (Res.)
0495-2702163 (off.)

Wholesale and Retail Sellers

All Kinds of Belts, School Bags & Caps, Chappals

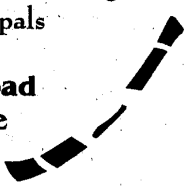

13/602 F
Rly. Station Link Road
Near Apsara Theatre
Calicut-673002

Apsara Belt Corner

Janic Eximp

Manufacturers, Exporters & Importers Of All Kinds of Fashion Leather

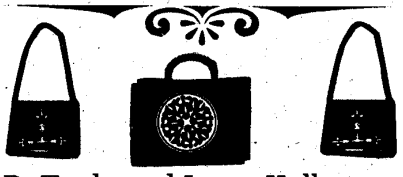

16-D, Topla 2nd Lane, Kolkata-39
Phone 91-33-3440150
Mobile 09831075426
Fax 91-33-3440150
E-mail: janiceximp@usa.net

بزمِ اطفال

اخلاقِ احمدؑ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حُلیہ مبارک

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قد درمیانہ سے ذرا اونچا۔ بدن کسی قدر بھاری آنکھیں بڑی بڑی۔ مگر ہمیشہ غضِ بصر کی صورت میں رہنے کے سبب باریک سی معلوم ہوتی تھیں۔ چہرہ چمکدار۔ چھاتی کشادہ۔ کمر سیدھی۔ جسم کا گوشت مضبوط تھا۔ جسم اور چہرے پر جھریاں نہ تھیں۔ رنگ سفید و سرخ گندمی تھا۔ جب آپ ہنستے تھے تو چہرہ سرخ ہو جاتا تھا۔ سر کے بال سیدھے کانوں تک لٹکتے ہوئے ملائم اور چمکدار تھے۔ ریش مبارک گھنی ایک مُشت سے کچھ زیادہ لمبی رہتی تھی۔'' (ذکرِ حبیب ص ۳۱)

''اکثر اوقات آنکھیں نیم بند اور نیچے کی طرف جھکی رہتی تھیں۔''

(سلسلہ احمدیہ ص ۱۹۴)

لباس

''عموماً بند گلے کا کوٹ یا جبہ۔ دیسی کاٹ کا کُرتہ یا قمیص اور معروف شرعی ساخت کا پاجامہ جو آخری عمر میں عموماً ہوتا تھا۔ جوتا ہمیشہ دیسی پہنا کرتے تھے اور ہاتھ میں عصا رکھنے کی عادت تھی۔ سر پر اکثر سفید ململ کی پگڑی باندھتے تھے۔ جس کے نیچے عموماً نرم قسم کی رومی ٹوپی ہوتی تھی۔''

(سلسلہ احمدیہ ص ۱۹۵)

خوراک

''کھانے میں نہایت درجہ سادہ مزاج تھے اور کسی چیز سے شغف نہیں تھا بلکہ جو چیز بھی میسّر آتی تھی بے تکلف تناول فرماتے تھے اور عموماً سادہ غذا کو پسند فرماتے تھے۔ غذا بہت کم تھی۔ اور جسم اس بات کا عادی تھا کہ ہر قسم کی مشقت برداشت کرتے کر سکے۔'' (سلسلہ احمدیہ ص ۱۹۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاکیزہ اخلاق و اطوار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور حضور کے طریقِ عمل کا احترام

(۱) مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم فرماتے تھے کہ ''ایک دفعہ دوپہر کے وقت میں مسجد مبارک میں داخل ہوا تو اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکیلے گنگناتے ہوئے حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ شعر (جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں ہے۔ ناقل) پڑھ رہے تھے۔ اور ساتھ ساتھ ٹہلتے جاتے تھے۔

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِىْ فَعَمِىَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ اُحَاذِرُ

(ترجمہ) ''تُو میری آنکھ کی پتلی تھا۔ پس تیری موت سے میری آنکھ اندھی ہوگئی۔ اب تیرے بعد جو چاہے مرے مجھے پروا نہیں کیونکہ مجھے تو بس صرف تیری ہی موت کا ڈر تھا جو واقع ہو چکی۔''

میری آہٹ سن کر حضرت صاحب نے چہرے پر رومال والا ہاتھ اُٹھالیا تو میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔''

(سیرت المہدی دوم ۳۴۳)

ارشاد حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہٗ

اخلاقِ فاضلہ

''اگر کسی قوم میں اخلاقِ فاضلہ پیدا ہو جائیں تو اُس کے افراد کی نظر اُسی طرح تیز ہو جاتی ہے۔ غرض قربانی او ر ایثار کا مادہ ایسی چیز ہے جو انسان کی ہمت کو بڑھاتا ہے۔ اور سچ بولنا ایک ایسا وصف ہے جو انسان کا اعتبار قائم کرتا ہے۔ اور محنت کی عادت ایک ایسی چیز ہے جو کام کو وسعت دیتی ہے۔ اور جب کسی شخص میں یہ اخلاقِ فاضلہ پیدا ہو جائیں تو ایسا آدمی ہر جگہ مفید کام کر سکتا اور ہر شعبہ میں ترقی حاصل کر سکتا ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸/فروری ۱۹۴۱ء۔ الفضل ۱۹/مارچ ۱۹۴۱ء)

اربعین اطفال

اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ

ترجمہ: دین کا خلاصہ خیر خواہی ہے۔

تشریح: خیر خواہی خواہ مخلوق کی ہو۔ خواہ رسول کی خواہ خدا کی۔ یعنی جو سلسلہ خدا نے قائم کیا ہے اس کی ترقی میں کوشاں رہنا۔ اور تبلیغ میں رسول کی امداد کرنا اور مخلوق پر شفقت کرنا۔

القصیدۃ

يَاعَيْنَ فَيْضِ اللّٰهِ وَالْعِرْفَانِ
يَسْعٰى اِلَيْكَ الْخَلْقُ كَالظَّمْاٰنِ

اے اللہ کے فیض و عرفان کے چشمے! خلقت تیری طرف پیاسے کی طرح دوڑ رہی ہے۔

يَابَحْرَ فَضْلِ الْمُنْعِمِ الْمَنَّانِ
تَهْوِىْ اِلَيْكَ الزُّمَرُ بِالْكِيْزَانِ

اے انعام و احسان کرنے والے خدا کے فضل کے سمندر! لوگوں کے گروہ کوزے لئے تیری طرف لپک آرہے ہیں۔

﴾......دینی معلومات......﴿

از حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ

اللہ تعالیٰ کی تعریف یعنی حمد کرو

اللہ تعالیٰ ہر آدمی اور ہر چیز کا پیدا کرنے والا اور ہر ایک کا پالنے والا اور ہر ایک کا مالک ہے ہمیشہ مہربانی اور رحم کرنے والا ہے۔ جو اچھے کام کرے اُسے بہت انعام دیتا ہے اور جو بُرے کام کرے اُسے سزا بھی دیتا ہے۔ وہ سارے جہان کا بادشاہ ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہر چیز کو دیکھتا ہے ہر آواز کو سُنتا ہے۔ وہ ہر چیز سے بالکل قریب ہے۔ اُسے ہر بات کی خبر ہے۔ وہ ہماری دُعاؤں کو سُنتا اور قبول کرتا ہے۔ بیماریوں سے اچھا کرتا ہے۔ ہماری ہر وقت حفاظت کرتا ہے۔ اُسی نے زمین و آسمان کی سب چیزیں آدمیوں کے فائدے کے لیے بنائی ہیں۔ مرنے کے بعد وہ سب انسانوں کو پھر زندہ کرے گا۔ اور ان کا حساب کتاب کر کے نیک لوگوں کو جنت کے باغوں میں داخل کرے گا۔ اور بُرے لوگوں کو دوزخ کی آگ میں۔ اُس میں ہر ایک خوبی اور ہر ایک طاقت موجود ہے۔ اور صرف وہی عبادت کے لائق ہے وہ اپنے نیک بندوں خصوصاً نبیوں سے بات چیت اور کلام کرتا ہے۔ اور ان کی مدد کرتا ہے۔ جب دشمن ان کو ستائیں۔ تو دشمنوں پر عذاب اور مصیبت نازل کرتا ہے۔

توحید کے کیا معنی ہیں

توحید کے معنی خدا تعالیٰ کو ایک ماننا۔ صرف اسی کی عبادت یعنی بندگی کرنا اور اسکی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا اور سب کو اس کا محتاج سمجھنا اور اسی سے دُعا مانگنا۔ اس بات پر ایمان لانا کہ نہ کوئی اس کا باپ نہ اس کی ماں اور نہ کوئی اس کے بیٹی بیٹا ہے اور نہ کسی بات میں کوئی اُس کے برابر کا ہے۔

خدا کی عبادت کے کیا معنی ہیں

عبادت کے معنی بندگی یا پوجنے کے ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ کے برابر کسی کی عزت نہیں کرنی چاہیئے۔ اور اپنے تئیں صرف اسی کا بندہ سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ سب اسی کے بندے ہیں۔ اور اس کے سوا ہر شخص اور ہر چیز ہر وقت اسی کی محتاج ہے۔ پھر جو خود محتاج ہو۔ اس کی بندگی ہم کیوں کریں۔

شرک کے کیا معنی ہیں

شرک کے معنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے کاموں میں کسی اور کو شریک سمجھا جائے۔ مثلاً یہ کہ خدا کے سوا کوئی اور بھی پیدا کرتا ہے یا اولاد دیتا ہے یا رزق دیتا ہے۔ یا شفا دیتا ہے یا خدا کے سوا کوئی اور بھی آئندہ کی باتیں یعنی غیب کی خبریں جانتا ہے۔ یا دُعاؤں کو قبول کرتا ہے یا خدا کے سوا بھی کوئی مُردوں میں جان ڈال سکتا ہے۔ وغیرہ۔ شرک کرنا حرام ہے اور مشرک دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ اسلیے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے سوا اور لوگوں کو بھی سمجھ لیا کہ وہ خدا کی طرح طاقتیں رکھتے ہیں۔ مثلاً عیسائی لوگوں نے مسیح جو ایک انسان تھے خدا کا بیٹا مان کر خدا کا شریک بنا لیا۔ اور ہندوؤں نے دیویاں اور دیوتا بنا لیے۔ اور ان سے دعائیں مانگتے ہیں۔ اور غیر احمدی بھی یہ مانتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام پرندے پیدا کرتے تھے۔ اور مُردے زندہ کرتے تھے۔ یہ سب جھوٹ اور شرک ہیں۔ ان سے بچنا چاہیے۔

ظاہر میں کیا حرکتیں شرک ہیں!

(۱) اللہ کے سوا کسی اور کو بھی خدا کی خدائی میں شریک ظاہر کرنا۔ جیسے ہندو اپنے بتوں کو اور بہت سے غیر احمدی اپنے پیروں فقیروں اور مُردہ بزرگوں کو سمجھتے ہیں۔

(۲) اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت اور تعظیم کرنی مثلاً سجدہ۔ رکوع۔ روزہ۔ طواف کسی اَور کے لیے کرنا۔ اللہ کے نام کے سوا کسی اَور کا نام لے کر کوئی جانور ذبح کرنا۔

(۳) کسی چیز کی بابت یہ کہنا کہ خدا تعالیٰ نے اسے پیدا نہیں کیا بلکہ وہ خدا کی طرح آپ ہی ہے۔ جیسے آریہ کہتے ہیں کہ ہماری جانیں اور ہمارے جسم خُدا نے پیدا نہیں کیے۔

(۴) یہ کہنا کہ ایک نہیں بلکہ کئی خُدا ہیں۔ جیسے پارسی دو خدا مانتے ہیں۔ اور عیسائی تین۔

اللہ تعالیٰ کے بڑے بڑے نام کیا ہیں

اللہ تعالیٰ کے بہت سے نام ہیں۔ ان میں سے چار سب سے بڑے ہیں۔ (۱) وہ ربّ العالمین ہے۔ یعنی سارے جہانوں کو پیدا کرنے والا۔ اور پھر ان کو پالنے والا۔ کوئی چیز ایسی نہیں۔ جسے اس نے پیدا نہ کیا ہو۔ (۲) وہ رحمٰن ہے۔ یعنی ایسا رحم کرنے والا ہے کہ بغیر مانگے اور وقت سے پہلے ضرورت پُوری کرنے والا۔ چنانچہ ہمارے لیے جن چیزوں کی ضرورت تھی۔ ان کو ہمارے پیدا ہونے سے پہلے ہمارے لیے تیار کر دیا مثلاً ہوا سانس لینے کے لیے۔ پانی پینے کے لیے۔ طرح طرح کے کھانے پیٹ بھرنے کے لیے۔ والدین ہمیں پالنے کے لیے۔ اُستاد پڑھانے کے لیے۔ علم ہمارے فائدے کے لیے۔ قرآن شریف ہماری ہدایت کے لیے۔ رسول ہمیں خدا کا رستہ دکھانے کے لیے۔ سو رحمٰن نے یہ چیزیں ہم کو خود دیں۔ ہماری کسی محنت کا نتیجہ نہیں ہیں۔ (۳) وہ رحیم ہے یعنی ایسا مہربان کہ جب اس سے کچھ مانگو۔ یا کسی کام کے لیے محنت اور کوشش کرو۔ تو وہ رحم کر کے ہم کو وہ چیز دے

دیتا ہے۔ جیسے ہم کسی امتحان کے لیے محنت کرتے ہیں تو وہ پاس کر دیتا ہے۔ یا کوئی دُعا بیماری کے لیے مانگتے ہیں۔ تو وہ اچھا کر دیتا ہے۔ اگر کوئی ایک آم کی گٹھلی بوئے۔ تو اسے ہر سال ہزاروں آم اسی درخت میں سے دیتا رہتا ہے۔ (۴) وہ مالك يوم الدين یعنی نیکی کا بدلہ دینے والا ہے۔ اگر کوئی اچھے کام کرے گا۔ تو اسے اس کا انعام دُنیا میں بھی ملے گا اور مرنے کے بعد جنت میں جائے گا۔ اور اگر کوئی بُرے کام کرے گا۔ تو اس دُنیا میں بھی سزا پائے گا۔ اور مرنے کے بعد دوزخ میں جائے گا۔

نبی کسے کہتے ہیں!

(۱) نبی وہ انسان ہوتا ہے جس سے خدا تعالیٰ کلام کرتا ہے۔ (۲) اور جسے کہتا ہے کہ میں تجھے اپنا نبی مقرر کرتا ہوں۔ تُو لوگوں کو میرا حکم پہنچا۔ اور ان کو میرے سچے دین کی طرف بُلا۔ اور ایک جماعت تیار کر۔ (۳) اور جسے بہت سی آئندہ ہونے والی باتیں وقت سے پہلے بتا دیتا ہے۔ (۴) اور جسے کہہ دیتا ہے کہ جو تیری جماعت میں داخل ہو جائے گا۔ وہ عذاب سے بچ جائے گا۔ اور خدا اس پر بہت فضل اور انعام کرے گا۔ اور جو تجھے نہ مانے گا۔ وہ خدا کے عذابوں سے تکلیف اٹھائے گا۔

نبی کا دوسرا نام

نبی کو رسول بھی کہتے ہیں اور پیغمبر بھی۔ رسول اور پیغمبر کے معنی خدا کی طرف سے حکم یا پیغام لانے والا۔ یہ حکم اور پیغام نبی کی معرفت دنیا کے لوگوں کو پہنچائے جاتے ہیں۔ تا کہ لوگ ان حکموں کو مانیں اور ان پر عمل کریں۔

(ماُخوذ از ''مکتب'' حصہ دوم صفحہ ۶-۴)

......کیا آپ جانتے ہیں......

- پگھلا ہوا خالص سونا ہرے رنگ کا ہوتا ہے۔
- گائے کے دودھ میں ۸۷٪ فیصد پانی ہوتا ہے۔
- گولی ۲۰۰۰ میل فی سیکنڈ کی رفتار سے چلتی ہے۔
- Monsoon لفظ عربی کے لفظ Mawsim سے نکلا ہے۔
- Laika کتیا وہ پہلی جاندار ہے جو سب سے پہلے خلاء میں گئی۔
- Wright Brothers کے جہاز کا نام Flyer تھا۔
- شترمرغ کا انڈا سب سے بڑا ہوتا ہے۔
- Duck Hawk سب سے تیز اُڑنے والی چڑیا ہے۔
- انسان کے جسم میں $100x10^{12}$ Cell ہیں جس میں $25x10^{12}$ Blood Cell ہوتے ہیں۔
- انسان کے جسم میں Nervous Cell سب سے بڑا Cell ہوتا ہے۔

(محمد ابراہیم منڈاشی ولد شوکت علی منڈاشی بھدرواہ (جموں و کشمیر)

شہد کی مکھیاں

- ۲/۱ کلو شہد بنانے کے لیے ۳۷ ہزار مکھیاں اپنے چھتے سے پھولوں تک چکر لگاتی ہیں۔
- شہد کی مکھیاں بہری ہوتی ہیں ان پر آواز کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔
- ان کے پر چار سو مرتبہ فی سیکنڈ تک کے حساب سے حرکت کرتے ہیں بعض دفعہ ان کی رفتار ۲۶ ہزار مرتبہ فی منٹ تک ہو جاتی ہے۔
- شہد کی مکھیاں ان دنوں میں عام طور پر زیادہ ڈنگ مارتی ہیں جب تیز ہوا چل رہی ہو۔
- دنیا میں شہد کی مکھیوں کی کم از کم ۱۲ ہزار اقسام ہیں۔

(نعیم الحق قریشی ولد انعام الحق قریشی قادیان)

Syed Zishan
Prop.
Adnan
Electronic Amroha
Manufacturer & Suppliers
D.C. Fan & D.C. Light Parts
Phone.
05922-260826 (Off.) 260055 (Res.)
Uroosa Trading Co.
Chaman Bidi Street, Amroha
J.P. Nagar-244221

اپنی اِس عمر کو اِک نعمتِ عظمیٰ سمجھو
بعد میں تا کہ تمہیں شکوۂ ایّام نہ ہو
(حضرت المصلح الموعودؓ)

دنیائے طب

ڈاکٹر شبیر احمد بھٹی

اسپرین۔ایک معجزانہ دوا!؟

اسپرین کے دل پر مفید اثر کا علم تو ہے ہی اور یہ دوا اکثر ہارٹ اٹیک کے بعد دی جاتی ہے تا کہ مزید ہارٹ اٹیک کو روکا جائے۔اس دوا کو ایجاد ہوئے قریباً ایک سو سال ہوگئے ہیں اور اس کے نت نئے فوائد ظاہر ہوتے جارہے ہیں۔اوائل میں یہ سوزش کم کرنے اور درد کو دور کرنے کے لئے استعمال کی جاتی تھی لیکن چند سالوں سے اس کا مختلف سرطانوں پر بھی اثر کا انکشاف ہوا ہے۔خصوصاً ایسے سرطان جو کہ سوزش پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً آنتوں، پھیپھڑے اور رحم کا سرطان۔اسپرین لگاتار استعمال کرنے والوں میں ان کی شرح خاصی کم ہوئی ہے۔اس کی وجہ اسپرین میں سوزش کم کرنے والی صفت بھی ہے اور ایک اور ایسی صفت بھی ہے جو خلیوں کو کینسر کی صفات اختیار کرنے سے روکتی ہے۔

(British Journal of Cancer Vol::88)

اسپرین کا وائرس (Virus) پر اثر

نیو سائنٹسٹ (New Scientist) کے حالیہ شمارہ میں اسپرین کا ایک اور فائدہ بیان ہوا ہے کہ اس سے ایسے مریضوں کا علاج کیا جاسکتا ہے جو کہ اپنی قوت مدافعت کو یا تو کھو چکے ہیں یا خاصی کمزور کر چکے ہیں۔ ایسے مریضوں میں وائرس کی ایک قسم جسے CMV کہتے ہیں جان لیوا ہوسکتی ہے۔ یہ وائرس ویسے تو عام طور پر بے ضرر ہوتا ہے اور تقریباً دس فیصد صحت مند لوگوں میں پایا جاتا ہے۔لیکن اوپر بیان کردہ بیماری میں یا پیٹ میں پلنے والے بچے کے لئے جان لیوا ثابت ہوسکتا ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ اسپرین کا طریق عمل یہ ہے کہ وہ جسم میں ایک ایسی چیز کو پیدا ہونے سے روکتی ہے جس کا نام Prosta Glandin E2 ہے۔(یعنی پراسٹا گلنڈن)۔ یہ سوزش پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے لیکن وائرس اسی چیز کو قابو کرکے اپنے فائدہ کے لئے استعمال میں لے آتے ہیں اور اس کے ذریعہ اپنی نفری بڑھانے لگتے ہیں۔

اسپرین کا پھیپھڑوں کے سرطان پر اثر۔ایک تحقیق

برٹش جرنل آف کینسر کے شمارہ نمبر ۸۷ میں ایک تحقیق کا ذکر ہے جو بارہ سال پر پھیلی ہوئی ہے۔اس میں قریباً 900 عورتوں کو شامل کیا گیا جن میں کچھ سگریٹ نوشی کرتی تھیں اور کچھ نہیں۔اس بارہ سال کے عرصہ میں ۸۰ عورتیں پھیپھڑوں کے سرطان کا شکار ہوئیں۔لیکن جو عورتیں ہفتہ میں کم از کم تین بار اسپرین استعمال کرتی تھیں ان میں سرطان کا امکان ۶۰ فیصد سے بھی کم ہوا۔اب اس سے یہ نتیجہ نہ لیا جائے کہ سگریٹ نوشی جاری رکھی جائے لیکن ساتھ اسپرین بھی لے لی جائے تا کہ سرطان کا امکان کم ہو۔ یہ امر مزید تحقیق طلب ہے۔اس میں ذرہ بھی شک نہیں کہ سگریٹ نوشی کے ذریعہ ہونے والے پھیپھڑوں کے سرطان اور اموات کی شرح ۹۰ فیصد ہے اور سگریٹ نوشی کو ترک کرنے سے پھیپھڑوں کے ۹۰ فیصد سرطان نہ ہوں گے اور نہ ہی اموات۔

(ماخوذ از الفضل انٹرنیشنل ۴؍اپریل ۲۰۰۳ء تا ۱۰؍اپریل ۲۰۰۳ء ص ۱۰)

جلسہ سالانہ خلافت سے اٹوٹ وابستگی کا ذریعہ

محترمہ محمودہ رشید صاحبہ صدر صوبائی لجنہ اماء اللہ آندھرا پردیش جلسہ سالانہ برطانیہ کے کامیاب انعقاد پر اپنے جذبات کا اظہار کرتی ہوئی تحریر فرماتی ہیں

"اسلامی نعروں اور ترانوں کی گونج سے جلسہ گاہ کی رونق دوبالا ہو رہی تھی۔آج دیار غیر میں یہ گہما گہمی۔ یہ چہل پہل۔ رونق اور ہنگامہ آرائی محض خلافت کی برکت کی وجہ سے ہے۔

یہ ہمارے جلسے اور اجتماعات جماعت احمدیہ کی روحانی ارتقاء اور ہماری اسلامی تہذیب کی معراج ہیں اور ہماری آنے والی نسلوں کو صحیح اسلامی تہذیب اور خلافت حقہ سے اٹوٹ وابستگی کا ذریعہ ہیں۔

مسند خلافت کے متمکن ہونے کے چند ماہ بعد ہی اتنے منظم اور شاندار طریق پر جلسہ کا انعقاد آپ جیسی فعال اور متحرک شخصیت کا وصف نمایاں ہے۔

نگہ بلند سخن دلنواز جاں پرسوز
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لئے

دعا ہے کہ یہ احمدیت کا گلستان علم وعمل کے لالہ وگل سے آراستہ و پیراستہ رہے۔مولیٰ کریم اس چمن مسیح کو تا قیامت سرسبز و شاداب رکھے اور ایسے پھول کھلتے رہیں جو سارے عالم کو اپنی خوشبو سے مہکاتے رہیں۔

ربّ کائنات ان تمام کارکنوں اور کارکنات کی پُرخلوص مساعی کو شرف قبولیت سے نوازے۔ان شاء اللہ وہ دن دور نہیں جب دنیا کے افق پر احمدیت کی تابانیاں بکھریں گی۔"

اخبار قادیان

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے .M.T.A کی عالمی نشریات کے مطابق سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیریت ہیں۔ دوران ماہ حضور انور نے خطبات جمعہ ارشاد فرمائے جن سے احباب جماعت .M.T.A کی وساطت سے براہِ راست مستفید ہوئے۔ الحمدللہ

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان مع محترمہ بیگم صاحبہ جلسہ سالانہ .U.K میں شرکت کے بعد شرق اوسط (Middle East) کے بعض ممالک کا دورہ کر کے واپس قادیان تشریف لے آئے ہیں اور بخیریت ہیں۔

اسی طرح تمام افسران و بزرگان جماعت و کارکنان سلسلہ و ساکنین قادیان دارالامان خیریت سے ہیں۔

محترم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت 4 ستمبر کو کیرلہ کے دورہ پر تشریف لے گئے تھے جہاں 9,8,7 ستمبر کو منعقدہ مجلس خدام الاحمدیہ کیرلہ کے سالانہ صوبائی اجتماع میں شرکت کر کے قادیان واپس تشریف لے آئے ہیں۔ اسی طرح کیرلہ کے صوبائی اجتماع وقف نو میں اور بعد ازاں مورخہ 14 ستمبر کو چنئی میں تامل ناڈو کے صوبائی اجتماع وقف نو میں بھی آپ نے شمولیت فرمائی۔ ہر سہ اجتماعات میں مکرم شیراز احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت اور ڈاکٹر اعجاز احمد صاحب قائد مجلس سرینگر بھی شریک رہے۔

مکرم سید طارق مجید صاحب، مکرم نعیم الدین صاحب و مکرم شیخ عبد الحلیم صاحب انسپکٹر ان مجلس خدام الاحمدیہ بھارت دورہ پر ہیں۔ دوران ماہ قادیان میں مجلس خدام الاحمدیہ قادیان اور وقف نو قادیان کے سالانہ اجتماعات منعقد ہوئے

☆ جماعت کی طرف سے یورپ میں ہونے والی سب سے بڑی مسجد "بیت الفتوح" کے افتتاح کی تقریب 3/ اکتوبر کو ہوئی۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ کے ذریعہ اس مسجد کے افتتاح کا اعلان فرمایا۔

چھوڑ دو حرص، کرو زہد و قناعت پیدا
زر نہ محبوب بنے سیم دل آرام نہ ہو
(حضرت المصلح الموعودؓ)

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ

اخبار مجالس

مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد کی سرگرمیاں

اجلاسات: ماہِ اگست میں مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد کے زیر زہتمام جو تعلیمی و تربیتی اجلاسات کا اہتمام کیا گیا اس کا تاریخوار خلاصہ درج ذیل ہے:

2 اگست بعد نماز فجر مسجد احمدیہ فلک نما میں، بعد نماز مغرب سعید آباد میں تربیتی اجلاس منعقد کیا گیا۔

3/ اگست بعد نماز فجر مسجد احمدیہ مؤمن منزل میں، بعد نماز مغرب احمدیہ مشن جوبلی ہال میں اجلاسات منعقد ہوئے۔

9/ اگست بعد نماز فجر مسجد احمدیہ فلک نما میں، بعد نماز مغرب سعید آباد میں واقفین نو کا اجلاس منعقد ہوا۔

10/ اگست بعد نماز فجر سعید آباد محفل سوال و جواب، ملّے پلّی میں تربیتی اجلاس، بعد نماز مغرب واقفین نو کا جلسہ افضل گنج میں منعقد ہوا۔

☆ اسی روز 12 بجے حلقہ جلال کوچہ میں تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔

16/ اگست مسجد احمدیہ فلک نما میں تربیتی اجلاس کا انعقاد کیا گیا۔

☆ 17/ اگست بعد نماز فجر مسجد احمدیہ مؤمن منزل میں اجلاس منعقد ہوا۔ اسی روز حلقہ ملے پلی میں تربیتی اجلاس، محفل سوال و جواب اور اجلاس واقفین نو منعقد ہوئے۔

30/ اگست مسجد فلک نما میں تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔

31/ اگست مومن منزل میں اجلاس منعقد ہوا۔

تبلیغی سرگرمیاں: دوران ماہ جماعتی لٹریچر پر مشتمل 120 پیکٹس مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام اعلیٰ شخصیتوں کو پوسٹ کئے گئے۔ 4 بک سٹال شہر کے معروف ترین مقام پر لگائے گئے۔ تقریباً ایک ہزار تبلیغی پیمفلیٹ دستی تقسیم کئے گئے۔ بک سٹال میں کافی تعداد میں قیمتی کُتب بھی فروخت ہوتے رہے۔ دو اہم شخصیتوں کو قرآن مجید کے تلگو ترجمہ کا تحفہ مجلس کی طرف سے دیا گیا۔

خدمتِ خلق: چار نادار بچوں کو تعلیم کی غرض سے سکول میں داخل کروایا گیا۔ ان کی جملہ ضروریات کو پورا کیا گیا۔ ایک خاتون بچے کے آپریشن کے لئے 1400 روپئے کی نقد امداد کی گئی۔ ایک ضرورت مند نوجوان کو تجارت کے لئے ضروری سامان مہیا کئے گئے۔ ایک خادم کے پاس تعلیمی فیس نہ ہونے کی وجہ سے چار ماہ کی کالج فیس ادا کی گئی۔ مجلس

خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام فلک نما، جلال کوچہ، سنتوش نگر میں خدمت خلق کے لئے مفت ہومیو پیتھک ڈسپنسریز کا اہتمام کیا گیا۔

وقار عمل: دوران ماہ مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد کے زیر اہتمام دو وقار عمل منعقد کئے گئے۔ ایک وقار عمل جو کہ مثالی تھا احمدیہ جوبلی ہال میں کیا گیا۔ دوسرا مسجد احمدیہ فلک نما میں جس میں مسجد کی صفائی کے علاوہ انصار اللہ کے صوبائی سالانہ اجتماع کی مکمل تیاری خدام نے کی۔

دوران ماہ 2/اگست تا 10/اگست مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام ہفتہ مال منایا گیا۔ جس میں مبلغ -/18000 روپئے چندہ ممبری و اجتماع وصول ہوا۔ الحمد للہ کہ مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد کا چندہ 100% سے بھی زیادہ وصول ہو کر مرکز کو ارسال کیا جا چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری ان حقیر مساعی کو قبول فرمائے۔ آمین

مجلس خدام الاحمدیہ ناصر آباد کشمیر کی کارگزاری

تربیتی اجلاس: مورخہ 3/ستمبر کو بعد نماز مغرب مسجد محمود ناصر آباد میں زیر صدارت مکرم عبدالمنان صاحب زاہد ایک تربیتی اجلاس منعقد کیا گیا۔ جس میں مکرم شیخ طارق احمد صاحب معلم سلسلہ نے اپنے قبول احمدیت کی داستان پیش کی۔ اس کے بعد مکرم عبدالحمید صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ دو گھنٹے تک کاروائی جاری رہی۔ صدارتی خطاب و دعا کے ساتھ اجلاس اختتام پزیر ہوا۔

وقار عمل: دورانِ ماہ جماعت احمدیہ ناصر آباد میں شادیوں کی بیس تقریب عمل میں آئی۔ جس میں اراکین مجلس کو گراں قدر خدمات کا موقع ملا۔ مورخہ 16/ستمبر کو محلہ طاہر آباد میں ایک شاندار وقار عمل منعقد ہوا۔ اس مثالی وقار عمل کے ذریعہ پچاس فٹ زمین کو ہموار کیا گیا۔ ایک نالے میں سمنٹ کی پائپ لگائی گئی۔

خدمت خلق: 12/ستمبر کو ایک غیر از جماعت ٹیچر کو علاج کی سہولت دی گئی۔ 24 ستمبر کو ایک غریب کسان کی مدد کی گئی۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

ضروری موبائل ٹیلی فون نمبرز

☆ محترم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت
9815125032

☆ محترم شعیب احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت
9815711589

☆ محترم طاہر احمد صاحب چیمہ معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بھارت
9815280368

Love For All
Hatred For None
Nasir Shah (Prop.)
Gangtok, Sikkim

Watch Sales & Service
All kind of Electronics
Export & Import Goods &
V.C.D. And C.D. Players
are available here

Near Ahmadiyya Muslim Mission,
Gangtok, Sikkim
☎ 03592-220107, 281920

Rakesh Jewellers
For every kind of
Gold and Silver ornament
All kinds of Rings &
"Alaisallah" Rings also sold
Kishen Seth, Rakesh Seth
Main Bazarl, Qadian
01872-221987, 220:90 (PP)
سو سال پرانی سیٹھ پیارے لعل صراف کی دوکان

ڈاکٹرز کو عارضی وقف کی تحریک

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ برطانیہ کے دوسرے روز کے خطاب میں فرمایا:

''افریقہ میں جو ہمارے اسپتال ہیں ان میں ڈاکٹروں کی بہت ضرورت ہے۔ یہ بھی میں تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحبان کو کہ اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کریں اور کم از کم تین سال تو ضرور ہوں۔ اس سے اوپر جائیں۔ 6 سال یا 9 سال تو اور بھی بہتر ہے۔ اپنے آپ کو خدمت خلق کے اس کام میں جو جماعت احمدیہ سرانجام دے رہی ہے پیش کریں اور یہ ایک ایسی خدمت ہے جس کے ساتھ دنیا تو آپ کو ملے گی ہی، دین کی بہت بڑی خدمت ہوگی اور اس کا اجر اللہ تعالیٰ آپ کی نسلوں تک کو دیتا چلا جائے گا۔ ان شاء اللہ

(الفضل انٹرنیشنل لندن شمارہ 37، 2003ء)

اعلان نکاح و تقریب رخصتانہ

مورخہ 5 ستمبر بروز جمعۃ المبارک مکرم مولوی سید ناصر احمد صاحب ندیم نے عابدہ حکیم بنت عبدالحکیم صاحب وانی آسنور کا نکاح جاوید احمد صاحب نائک (جوڈیشل مجسٹریٹ/منصف) ابن محمد عبداللہ صاحب نائک آسنور کے ساتھ -/1,10,000 روپے حق مہر پر پڑھایا۔ قارئین کرام سے اس رشتہ کے ہر لحاظ سے کامیاب اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت مشکوٰۃ دوصد روپے۔

(خاکسار نسیم احمد ڈار متعلم جامعہ احمدیہ قادیان)

تقریب شادی خانہ آبادی

مکرم مولوی رفیق احمد صاحب بیگ مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ بھارت و استاذ جامعۃ المبشرین قادیان ابن مکرم عبدالسبحان بیگ صاحب آف آسنور کی شادی کی تقریب مکرمہ مبینہ رفیق صاحبہ بنت مکرم غلام محمد بٹ صاحب آف آسنور کے ساتھ مورخہ 30-6-2003 کو آسنور میں عمل میں آئی۔ قبل ازیں نکاح کا اعلان جلسہ سالانہ 2002ء کے موقع حضرت مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مسجد اقصیٰ قادیان میں فرمایا تھا۔ اس موقع پر جامعۃ المبشرین و جامعہ احمدیہ کے بعض اساتذہ اور عہدیداران جماعت کے علاوہ کثیر تعداد میں مقامی احباب بھی موجود تھے۔ اس رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ ہونے کے لئے قارئین مشکوٰۃ سے دعا کی درخواست ہے۔

''مبارک سو مبارک''

(ادارہ)

اعلان نکاح

خاکسار کی چھوٹی ہمشیرہ خالدہ اختر بنت مکرم عبد السبحان بیگ صاحب آف آسنور کشمیر کا نکاح مورخہ 30-6-2003 کو مکرم مبارک احمد وگے صاحب ابن عبد الخالق صاحب مرحوم کے ساتھ -/20,000 روپے حق مہر پر محترم مولوی ناصر احمد ندیم صاحب نے آسنور میں پڑھایا۔ یہ رشتہ ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے قارئین مشکوٰۃ سے دعا کی درخواست ہے۔

(خاکسار رفیق احمد بیگ استاذ جامعۃ المبشرین)

رپورٹ تعلیمی کلاسز اطفال الاحمدیہ کٹک اڑیسہ

الحمد للہ جماعت احمدیہ کٹک میں تعلیمی و تربیتی کلاسز منعقد ہوئی۔ اس کلاسز میں دو حلقہ جات کے 70% اطفال نے حصہ لیا۔ یہ کلاسز 2 تا 16 جولائی جاری رہیں جو کہ حلقہ .O.M.P اور حلقہ تلسی پور میں منعقد ہوئی۔ (مکرم انور احمد خان ناظم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ کٹک اڑیسہ)

رپورٹ ہفتہ قرآن مجید تمڈ پلی (سرکل ورنگل آندھرا)

امسال اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پہلی مرتبہ جماعت احمدیہ تمڈ پلی میں ہفتہ قرآن مجید کا اہتمام ہوا ہے۔ مورخہ 11 جولائی تا 17 اگست ہفتہ قرآن مجید منعقد ہوا ہے۔ روزانہ بعد نماز مغرب و عشاء احمدیہ مسجد بشارت میں اجلاس منعقد ہوا۔ ان اجلاسات میں تلاوت اور نظم کے بعد باری باری روزانہ مندرجہ ذیل معلمین کرام نے تقاریر کیں۔

مکرم محمد سلیم صاحب، مکرم محمد اکبر صاحب، مکرم محمد نذیر صاحبؓ، مکرم یعقوب علی صاحب نیاز، مکرم محمد ایوب خان صاحب، خاکسار حافظ سید رسول نیاز، صدر جماعت مکرم مخدوم علی صاحب صدارت کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان اجلاسات کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے اور قرآن کریم کے احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کے زیر اہتمام خصوصی تربیتی کلاسز و دیگر مساعی

.M.T.A کلاسز و تدریس نماز کلاس:

اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کے زیر انتظام مورخہ 2 اگست سے مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کی تربیتی و تعلیمی کلاسز کا انعقاد کیا جا رہا ہے۔ ان کلاسز سے خدام کثیر تعداد میں استفادہ حاصل کر رہے ہیں۔ ان کلاسز میں خدام کو M.T.A میں نشر ہونے والی

مجالس عرفان کے سوال و جواب پڑھ کر سنائے جاتے ہیں۔ اسی طرح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے نماز کے تعلق سے دیئے درسوں کو بھی خدام کے سامنے پڑھ کر سنایا جاتا ہے۔ اسی طرح کتاب ''...Revelation Rationality'' کلاسز کا بھی انعقاد کیا جا رہا ہے۔ یہ کلاسز حلقہ وائز لگائی جا رہی ہیں۔

ہفتہ مال: دوران ماہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کو اپنا دوسرا ہفتہ مال منانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ دوران ہفتہ خدام سے چندہ ممبری کے ساتھ ساتھ عطایا برائے لوکل اجتماع بھی وصول کیا گیا۔ مجلس کے خدام نے ہر بار کی طرح اس مرتبہ بھی ایک دوسرے سے بڑھ کر اس مالی جہاد میں حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ تمام خدام کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

ہفتہ شجر کاری: دوران ماہ مورخہ 15 اگست تا 22 اگست اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کو اپنا ہفتہ شجر کاری منانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ دوران ہفتہ کثیر تعداد میں ڈھاب کے کنارہ نیل گری اور دوسرے سایہ دار درخت لگائے گئے۔ اسی طرح چاروں حلقہ جات کے خدام نے اپنے اپنے حلقہ میں وقار عمل کے بعد نیل گری اور دوسرے درخت لگائے۔

مثالی وقار عمل: دوران ماہ مورخہ 16 اگست کو مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کو اپنا دوسرا مثالی وقار عمل کرنے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ اس وقار عمل میں خدام نے بڑے جوش و خروش سے حصہ لیا۔ خدام نے ایوان خدمت کے سامنے سے لیکر مکان مکرم مبشر احمد صاحب خادم تک صفائی کی۔ اور صفائی کے بعد خدام نے شجر کاری کی۔ اللہ تعالیٰ اس وقار عمل میں شامل ہونے والے تمام خدام کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

رپورٹ دسواں سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ دہلی 2003ء

الحمد للہ کہ مجلس خدام الاحمدیہ و مجلس اطفال الاحمدیہ کا ایک روزہ دسواں سالانہ اجتماع مورخہ 17 اگست بروز اتوار دہلی مشن ہاؤس میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں مکرم جناب محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے بطور مہمان خصوصی شرکت فرمائی۔ پروگرام کی تفصیل اس طرح ہے۔ مکرم فیض احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ دہلی نے صبح 9 بجے اجتماع کے آغاز کا اعلان فرمایا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم محمد نسیم خان صاحب صدر خدام الاحمدیہ بھارت اور مکرم داؤد احمد صاحب صوبائی قائد دہلی نے خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ کا عہد دہرایا۔ مکرم مولوی سید کلیم الدین صاحب مبلغ انچارج دہلی نے افتتاحی دعا کروائی اور کھیلوں کا پروگرام شروع ہوا۔ لگ بھگ 100 خدام و اطفال موجود تھے۔ خدام و اطفال کے بیڈمنٹن، کیرم، لانگ جمپ، ہائی جمپ اور ڈارٹ کے مقابلہ جات کروائے گئے۔ کھیلوں کے پروگرام تقریباً 12:30 بجے ختم ہوئے۔ دوپہر کا کھانا اور نماز ظہر و عصر کے بعد 2 بجے علمی مقابلہ جات کے پروگرام شروع ہوئے۔ خدام و اطفال کے حسن قرآءت، نظم خوانی اور تقاریر کے مقابلہ جات میں محترم منیر حافظ آبادی صاحب وکیل الاعلیٰ تحریک جدید مکرم محمد اسماعیل صاحب طاہر مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ بھارت مکرم مولوی سید شہاب الدین صاحب انسپکٹر وقف جدید بھی موجود تھے۔ اوران تمام احباب نے علمی مقابلوں میں صدارت اور ججز کے فرائض انجام دئے۔ تقسیم انعامات کے لئے آخری نشست میں مکرم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے مہمان خصوصی کے طور پر شرکت فرمائی۔ آپ کے علاوہ مکرم ارادت احمد صاحب صدر جماعت دہلی مکرم منیر حافظ آبادی صاحب اور مکرم مولوی سید کلیم الدین احمد صاحب نے خدام و اطفال میں انعامات تقسیم کئے۔ کم و بیش پچاس انعامات تقسیم کئے گئے۔ مکرم صدر صاحب خدام الاحمدیہ بھارت کو خدام الاحمدیہ دہلی کی طرف سے محترم صدر صاحب دہلی نے ایک Momento پیش کیا۔ مکرم فرحان مبشر صاحب اور مکرم حارث احمد کو خدام الاحمدیہ دہلی کی طرف سے خصوصی انعام دیا گیا۔ محترم صدر صاحب کی ہدایت پر مجلس میں موجود ہر ایک طفل کو Consolation Prize دیا گیا۔ تقسیم انعامات کے بعد محترم صدر مجلس نے خدام و اطفال سے خطاب فرمایا۔ آپ نے خدام کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور خاص کر تمام خدام و اطفال کو نمازوں کی پابندی کی تلقین فرمائی۔ اور دعا کے بعد اجتماع کے ختم ہونے کا اعلان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان تمام احباب، خدام و اطفال کو جو کسی بھی طرح اس مجلس میں شامل ہوئے اور اجتماع کو کامیاب بنانے میں مدد کی اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

(از طرف مکرم سرور رضا نائب قائد مجلس خدام الاحمدیہ دہلی)

رپورٹ سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ چینئی

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ چینئی کا

سالانہ اجتماع احمدیہ مسلم مشن چینئی میں مورخہ 2-8-2003 کو نہایت کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔ الحمد للہ۔ اجتماع کی کاروائی صبح 11 بجے شروع ہوئی۔ اس اجتماع میں خصوصی مہمان کے طور پر محترمہ عائشہ سیراز صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ صوبائی نے شرکت کی۔ نیز محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ کیرلہ نے بھی شرکت کی۔

اس اجتماع کا افتتاحی اجلاس محترمہ شیریں بشارت صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ چینئی کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم، عہد اور نظم کے بعد محترمہ صدر صاحبہ نے اپنے صدارتی خطاب میں اجتماع کے مقصد، لجنہ اماء اللہ کے قیام کی غرض و غایت اور عورتوں کی ذمہ داریوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ارشادات کے حوالہ سے روشنی ڈالی۔ جس کا مولوی محمد ایوب صاحب نے اردو ترجمہ سنایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی یاد میں عزیزہ طاہرہ مبینہ نے نظم سنائی اس کے بعد محترمہ عائشہ شیراز صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ صوبائی تامل ناڈو نے خطاب فرمایا، اس میں انہوں نے گھریلو زندگی اور تربیتی امور پر مشتمل اقتباسات کی روشنی میں لجنہ اماء اللہ کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ نیز انہوں نے امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح کے خطاب کے برائے لجنہ برموقع جلسہ سالانہ یوکے 2003 کا ذکر کر کے۔ حتی الوسع پوری طرح عمل کرنے کی طرف زور دیا۔ انہوں نے اردو اور تامل میں تقریر کی۔ اس کے بعد محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ کیرلہ نے لجنہ اماء اللہ چینئی کے سرگرمیوں کو سنایا۔

بعدہٗ مکرم بشارت احمد صاحب قائم مقام امیر جماعت احمدیہ چینئی نے لجنہ کو خطاب فرما کر سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس کے ارشادات کی روشنی میں قیام نماز اور M.T.A سے استفادہ اور خلیفہ وقت سے وابستگی پر احادیث اور اقتباسات کے ذریعہ روشنی ڈالی۔ مکرم مولوی صاحب موصوف نے اس کا اردو ترجمہ سنایا۔ بعد ازاں امیر صاحب نے دعا کروائی۔

افتتاحی اجلاس کے بعد لجنہ کے مختلف علمی مقابلہ جات ہوئے۔ مقابلہ حسن قرائت، نظم خوانی تامل، اردو و انگریزی میں فی البدیہی تقاریر وغیرہ۔ اول دوئم سوم آنے والی لجنات کو انعامات دیئے گئے۔ محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ چینئی نے شکریہ ادا کیا اور دعا کے بعد اجتماع ختم ہوا۔

اس اجتماع میں ڈیڑھ سو سے زائد لجنہ و ناصرات نے شرکت کی۔ الحمد للہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کے نیک نتائج پیدا فرمائے۔ آمین

(از طرف زرینہ سلطانہ جنرل سیکریٹری لجنہ اماء اللہ چینئی)

112واں جلسہ سالانہ قادیان 2003ء

مورخہ 26-27-28 دسمبر 2003ء کو منعقد ہوگا

احباب جماعت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 112ویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کیلئے 26-27-28 دسمبر 2003ء (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظور مرحمت فرمائی ہے۔

مجلس مشاورت: اسی طرح جماعتہائے احمدیہ بھارت کی 15ویں مجلس مشاورت حضور انور کی منظوری سے جلسہ سالانہ کے معاً بعد مورخہ 29 دسمبر 2003ء کو منعقد ہوگی۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس مبارک اور للّٰہی جلسہ میں شرکت کیلئے ابھی سے نیت کر کے تیاری شروع کر دیں اور اس جلسہ کی ہر جہت سے کامیابی کیلئے دعائیں کرتے رہیں۔

(ناظر اصلاح وارشاد، قادیان)

ضروری اعلان

جملہ قارئین مشکوۃ کی خدمت میں اعلان ہے کہ

☆ جملہ مضامین، رپورٹیں و تصاویر و دیگر قابل اشاعت matters ایڈیٹر مشکوۃ کے نام ارسال کیا کریں اور ہر قسم کے انتظامی نوعیت کے خطوط یا بدل اشتراک، تبدیلی ایڈریس وغیرہ کے متعلق خطوط مینیجر مشکوۃ کے نام تحریر کیا کریں۔

☆ مشکوۃ میں جو حضرات بغرض اشاعت تصاویر وغیرہ بھجواتے ہیں ان سے درخواست ہے کہ وہ تصویر کی پشت پر مختصر تعارف معین تاریخ کے ساتھ permanent یا Ball-point قلم سے ضرور درج کیا کریں۔ غیر معروف اور نادر اسماء خوش خط قلم سے لکھے جائیں اور ایسے اسماء انگریزی میں بھی لکھے جائیں۔

☆ اب اہلِ قلم دوست اپنے مضامین، نگارشات، آراء یا تصاویر وغیرہ مندرجہ ذیل ای میل پتہ پر بھی بھیج سکتے ہیں

mishkat_qadian@yahoo.com (ادارہ)

اعلان ولادت

مکرم رحمۃ اللہ خان صاحب ڈرائیور مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 5 جولائی کو دوسری بیٹی عطا فرمائی ہے۔ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نومولودہ کا نام فیضیہ رحمت تجویز فرمایا ہے۔ بچی کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر کے لئے قارئین سے درخواست دعا ہے۔ (ادارہ)

رپورٹ صوبائی اجتماع واقفین نو کشمیر

الحمد للہ صوبہ کشمیر کا تیسرا سالانہ اجتماع واقفین نو بمقام ناصر آباد مورخہ 27 جون بروز جمعۃ المبارک منعقد ہوا قبل اس کے خدام الاحمدیہ کشمیر کے اجتماع کے ساتھ دو سال تک یہ اجتماع منعقد ہوتا رہا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب چیرمین وقف نو کمیٹی بھارت بوجہ مصروفیت اس اجتماع میں شریک نہ ہو سکے تاہم از راہِ شفقت مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی وکیل الاعلیٰ تحریک جدید مکرم محمد نسیم خان صاحب نیشنل سیکریٹری وقف نو بھارت، ایڈیشنل ناظر امور عامہ وصدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت، مکرم محمد اسماعیل صاحب طاہر انچارج دفتر وقف نو بھارت اور مکرم مبارک احمد صاحب چیمہ کو اس اجتماع میں شرکت کی اجازت مرحمت فرمائی۔

اجتماع گاہ مسجد نور جدید ناصر آباد میں دیدہ زیب بینروں کے ساتھ سجایا گیا تھا صبح سے دوپہر علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ بارہ بجے تمام مہمانان کرام نے اجتماع گاہ میں کھانا تناول کیا۔ نماز جمعہ ادا کرکے ٹھیک اڑھائی بجے افتتاحی و اختتامی تقریب زیر صدارت مکرم الحاج عبد الحمید صاحب ٹاک صوبائی امیر کشمیر منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد آسنور واقفین نو نے ترانہ وقف نو خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر سامعین کو محظوظ کیا۔ پہلی تقریر مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی وکیل الاعلیٰ تحریک جدید نے کی۔ آپ نے واقفین نو کی تعلیم و تربیت کے بارہ میں بڑے اختصار کے ساتھ توجہ دلاتے ہوئے آنے والی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا۔ دوسری تقریر مکرم محمد نسیم خان صاحب نیشنل سیکریٹری وقف نو بھارت نے کی۔ آپ نے والدین وقف نو اور نظام جماعت کی ذمہ داریوں سے واقفین نو کو آگاہ کیا اور واقفین نو کی تعلیم و تربیت کے لئے خصوصی توجہ دلائی۔ اسکے بعد مکرم محمد رمضان صاحب ڈار صوبائی سیکریٹری وقف نو کشمیر نے سالانہ رپورٹ پیش کرکے احباب کا شکریہ ادا کیا۔ اسکے بعد انعامات تقسیم ہوئے اور صدر اجلاس مکرم امیر صاحب کے صدارتی خطاب کے ساتھ یہ اجتماع کامیاب اختتام پذیر ہوا۔ اس اجتماع میں مکرم سرید احمد صاحب لون ناصر آباد اور مکرم ڈاکٹر جاوید احمد صاحب لون نے خصوصی تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں اور دیگر تمام منتظمین اور معاونین کو اجر عظیم عطا کرے اور ہماری مساعی میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

(محمد اسماعیل طاہر شعبہ وقف نو بھارت)

جماعت احمدیہ سکندرآباد کا خصوصی تربیتی اجلاس

محترم ناظر صاحب اصلاح و ارشاد قادیان کی خصوصی ہدایت کی روشنی میں مورخہ 03-7-8 بروز منگل الہ دین بلڈنگ سکندرآباد میں جماعت احمدیہ سکندرآباد کا خصوصی تربیتی اجلاس بعد نماز عصر محترم صالح محمد الہ دین صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد اجلاس کی پہلی تقریر مکرم مولوی مقصود احمد صاحب بھٹی مبلغ سلسلہ حیدرآباد و سکندرآباد نے کی جس میں انہوں نے مختلف اخلاقی کمزوریوں مثلاً غیبت، بدگمانی، جھوٹ وغیرہ کے حوالے سے احباب جماعت کو کلی طور پر اجتناب کرنے کی تلقین فرمائی جبکہ اجلاس کی دوسری تقریر مکرم مولوی سید کلیم الدین صاحب مبلغ سلسلہ و خصوصی نمائندہ اصلاح وارشاد نے کی جس میں موصوف نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور احمدیت کی حقیقی پہچان کی طرف، احباب جماعت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے نظام جماعت کی پابندی اور استحکام کی طرف توجہ دلائی۔ اجلاس کے آخر میں صدر اجلاس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء احمدیت کے حوالے سے بتایا کہ ایک احمدی کو کس معیار کا ہونا چاہئے۔ دعا و نماز مغرب وعشاء کے بعد یہ اجلاس برخواست ہوا۔ اس اجلاس میں خدام و اطفال نے کثیر تعداد میں حصہ لیا اور احباب کی تواضع کا بھی انتظام کیا گیا۔ احباب کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر مساعی کو قبول فرمائے اور دینی و دنیاوی ترقیات سے نوازے آمین۔

(خالد احمد الہ دین قائد مجلس خدام الاحمدیہ سکندرآباد)

ولادت

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ 03-9-23 کو دو بیٹوں کے بعد ایک بیٹی سے نوازا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس بچی کا نام 'شائستہ حامد' تجویز فرمایا ہے۔ بچی وقف نو میں شامل ہے۔

بچی کی صحت و سلامتی، درازی عمر، نیک صالحہ اور خادمہ دین بننے کے لئے احباب جماعت کی خدمت میں عاجزانہ درخواست دعا ہے۔

خاکسار زین الدین حامد، ایڈیٹر مشکوٰۃ قادیان

درخواست دعا

☆ مکرم مولوی مختار احمد شکیل صاحب بھٹی خادم سلسلہ مقیم اجمیر راجستھان مختلف عوارض میں مبتلاء ہیں۔ کامل و عاجل شفایابی کے لئے مکرم موصوف نے تمام احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست کی ہے۔ اللہ تعالیٰ محترم مولوی صاحب کو کامل و عاجل شفایابی عطا فرمائے۔ آمین

☆ مکرم راجہ نصیر احمد خان صاحب سیکریٹری مال جماعت احمدیہ نونہ متی کشمیر اپنی اور اپنی اہلیہ کی شفایابی کے لئے اور جملہ افراد خاندان کی صحت و سلامتی دینی و دنیاوی خیر و برکت کے لئے جملہ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا کرتے ہیں۔ (ادارہ)

بلا تبصرہ

تحریک ''تحفظ ختم نبوت'' کی حقیقت

(مرسلہ: محترم سید جہانگیر علی صاحب حیدرآباد)

آجکل ہند و پاکستان میں تحفظ ختم نبوت کی تحریک زوروں پر ہے۔ حیدرآباد میں اس تحریک کے روح رواں مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب ہیں جو اخبار منصف جمعہ کے مذہبی ایڈیشن کے استفسار و جواب کے کالم میں یا اپنے مضامین میں اکثر اپنا غم وغصہ دروغ گوئی کے ذریعہ احمدیوں پر نکالتے ہیں۔ ابھی حال ہی میں مولانا نے اخبار منصف جمعہ مورخہ 20 جون 2003 میں مکرم محمد اشفاق حسین صاحب کے سوال کے جواب میں جو وفات وحیات مسیح کے تعلق سے تھا لکھا کہ مسیح ابن مریم کے حیات اور ان کا آسمان پر زندہ اٹھایا جانا احادیث اور قرآن مجید کی کئی آیات سے ثابت ہے۔ مگر موصوف نے ایک بھی قرآنی آیت اپنے استدلال میں پیش نہیں کی۔ احادیث میں (بیہقی کتاب الاسماء) کے جدید ایڈیشن میں تحریف شدہ ایک حدیث پیش فرمائی السماء کا ذکر ہے۔ اس تمہید کے بعد ان کی تحریک ''تحفظ ختم نبوت'' کی تحریک کے بارہ میں ہندوستان کے چوٹی کے عالم مکرم وحید الدین خان صاحب اپنے الرسالہ مارچ 2003 بہ عنوان سفر حیدرآباد 8-7 دسمبر 2002 کی روئداد جو انہوں نے Thinkers Meet تھنکرس میٹ کے نام سے ایک سیمینار میں شرکت فرمائی۔ الرسالہ مارچ 2003 کے صفحہ 42 اور 43 پر رقم طراز ہیں

''میں یہ بات بار بار لکھ چکا ہوں کہ موجودہ زمانہ میں جو مسائل پیش آرہے ہیں وہ سادہ طور پر صرف مسائل نہیں ہیں۔ وہ خدا کی تنبیہہ (Warning) ہیں۔ یہ مسائل مسلمانوں کو جھنجھوڑ کر یاد دلا رہے ہیں کہ تم اگر تباہی سے بچنا چاہتے ہو تو اپنی دعوتی ذمہ داری کو پورا کرو۔ یہ حقیقت میں نے قرآن سے اخذ کی ہے جیسا کہ قرآن میں آیا ہے، اہل ایمان کے لئے عصمت من الناس کا راز تبلیغ ما انزل اللہ میں ہے۔ (المائدہ ٦٧)

موجودہ زمانہ کے مسلمان نہایت جوش وخروش کے ساتھ ''تحفظ ختم نبوت'' کی تحریک چلاتے ہیں مگر اس قسم کی تحریکیں مضحکہ خیز حد تک بے معنی ہیں۔ ختم نبوت کے تحفظ کی ذمہ داری تو خود اللہ نے لے رکھی ہے پھر مسلمان اس میں کیا رول ادا کر سکتے ہیں۔ اس قسم کی تحریک اتنا ہی بے معنی ہے جتنا کہ شمس وقمر کے تحفظ کی تحریک چلانا۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کی ذمہ دار ختم نبوت کا تحفظ نہیں ہے بلکہ ختم نبوت کی دعوتی ذمہ داریوں کو ادا کرنا ہے۔ ختم نبوت کے بعد وہ مقام نبوت پر ہیں۔ مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ دعوۃ الی اللہ کا وہ کام کریں جو پہلے پیغمبر کے ذریعہ انجام پاتا تھا: لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ (الحج ٧٨)

قرآن اور حدیث اور سیرت کا جو میں نے گہرا مطالعہ کیا ہے اس کی بنیاد پر میں پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ امت محمدی صرف نماز روزہ کی ادائیگی سے خدا کے ہاں بری الذمہ نہیں ہو سکتی۔ حتیٰ کہ خود ساختہ نظریات کے تحت موجودہ زمانہ میں اسلامی جہاد اور اسلامی سیاست کے جو ہنگامے مسلم دنیا میں جاری ہیں وہ بھی ہرگز اس کی نجات کا ضامن نہیں بن سکتے۔ مسلمانوں پر فرض کے درجہ میں ضروری ہے کہ وہ غیر مسلموں تک اسلام کا پیغام پہنچائیں اور اس کے تمام آداب وشرائط کے ساتھ اس کو مسلسل انجام دیں۔ دعوتی فرض کی انجام دہی کے بغیر مسلمانوں کا امت محمدی ہونا ہی مشتبہ ہے اور جب اصل حیثیت ہی مشتبہ ہو تو انعامات کس بنیاد پر دئے جائیں گے۔''

(الرسالہ مارچ 2003 صفحہ 43،42)

اسی طرح حیدرآباد کے ایک دانشور مکرم ابو یامین صاحب اخبار منصف کے شمارہ 9 جولائی 2003ء میں بعنوان ''کوئٹہ کی مسجد میں ہوئی وحشیانہ ہلاکتوں کے لئے ذمہ دار کون؟'' تحریک تحفظ ختم نبوت کے بارہ میں مختصر و جامع الفاظ میں تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''یہ خبر انتہائی رنج وملال کے ساتھ پڑھی گئی کہ کوئٹہ کی ایک شیعہ مسجد میں نماز جمعہ کے دوران وحشیانہ بم اندازی اور اندھا دھند فائرنگ کی وجہ سے 44 کلمہ گو مسلم برادران قتل کر دئے گئے۔ یاالٰہی یہ کس مذہب ومکتب فکر کے لوگ تھے جنہوں نے مسجد میں قتل عام کا ارتکاب کیا وہ بھی عید المومنین جمعہ کے دن؟ ٹھنڈے دل ودماغ سے اس قتل عام کے محرکات پر غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے۔ اس طرح مساجد میں قتل عام کے واقعات اس سے قبل بھی رونما ہو چکے ہیں۔ ان سب کے پیچھے صرف اور صرف وہی تنگ نظری اور کفر کے فتوؤں کی چودھراہٹ کارفرما ہے جو عام مسلمانوں کو فرقہ وعقائد ومسلک کے نام پر بانٹ کر رکھ دیا ہے۔ جو کام کرنے تھے ان سے فرار اختیار کرتے اور سہل گزار راستوں کو اپنا نصب العین بنا لینے سے اس طرح کے وہم وگمان سے پرے واقعات آئے دن وقوع پذیر ہو رہے ہیں۔ بالفاظ دیگر کھل کر کہا جائے تو ملت میں پائی جانے والی تنگ نظری اور فروعی مسائل کے اختلافات پر ایک دوسرے کو کفر کے فتوؤں کی روش نے حالات کو اس موڑ پر لا کھڑا کیا ہے۔

فروعی و اختلافی مسائل کو اتنی ہوا کیوں دی جاتی ہے؟ یہ دین تو غیروں تک پہنچانے کے لئے مبعوث کیا گیا ہے۔ غیروں تک دین کو

پہنچانے کی اہلیت ہے نہ استطاعت اور نہ ہمت۔ آسان راستہ یہ ہے کہ جو داخل اسلام ہیں انہیں ہی خارج اسلام کرنے کا کام سرانجام دیا جائے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

فرقوں سے نہ شیرازہ پریشان کرو
ملّت پہ خدارا یہی احسان کرو
ہے سہل مسلمان کو کافر کہنا
ہمت ہے تو کافر کو مسلمان کرو

چند دنوں سے حیدرآباد کے اخبارات میں ''تحفظ ختم نبوت'' کے نام سے چند دانشور اصحاب متحرک نظر آرہے ہیں۔ یہ بات کچھ پلّے نہیں پڑ رہی ہے کہ جس کام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے اور جس کی حفاظت فرمادی ہے اس کو آپ اور میں کیا تحفظ دے سکتے ہیں؟ اگر کوئی غالی گروہ اسباب کا قائل نہیں تو اس کے پیچھے پڑنے سے کیا فائدہ حاصل ہوگا۔ اس دنیا میں تو اللہ تعالیٰ کے وجود ہی کا انکار کرنے والے بھی مل جائیں گے۔ تو کیا ان کے لئے ''مجلس تحفظ وحدانیت'' کا قیام عمل میں لائیں گے؟ اس طرح اپنی توانائیوں کو صرف کرنے کی بجائے غیر مسلمین میں دعوت و تبلیغ کا بیڑہ اٹھائیں۔ نتیجۃً خود بخود ملت اسلامیہ کی صفوں میں اتحاد و اخوت پیدا ہو جائے گی۔

بقول علامہ اقبالؒ

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہے تو فولاد ہے مومن

ابو یامین، حیدرآباد

(ماخوذ از روزنامہ منصف، حیدرآباد 9 جولائی 2003ء)

ضروری اصلاح

مکرم منیر احمد صاحب جاوید پرائیویٹ سیکرٹری سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحریر فرمایا ہے کہ:

''سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے علم میں یہ بات آئی ہے کہ بعض احمدی احباب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی ''محمدؐ'' کو انگریزی میں مخفف کرکے MOHD لکھتے ہیں یا اس کے سپیلنگ غلط لکھتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا ہے یہ غیر مناسب ہے۔ پورا نام ''MOHAMMAD'' لکھنا چاہئے۔

(مکتوب از نظارت علیا قادیان 2257-A/14-8-03)

رمضان المبارک

عَن ابی ھُریرۃَ رضی اللّٰہ عنہُ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ''من صام رمضان ایماناً و احتساباً غُفر لہٗ ما تقدم من ذنبہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایمان کے ساتھ اپنے سابقہ اعمال کا محاسبہ کرتے ہوئے رمضان کے روزے رکھے گا اس کے تمام سابقہ گناہوں کو بخش دیا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

عَن ابی سعید الخدریؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ''ما من عبدٍ یصوم یوماً فی سبیل اللہ اِلّا باعد اللہ بذلک الیوم وجھہ عن النار سبعین خریفاً. (بخاری، مسلم)

حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے لئے ایک دن بھی روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے چہرہ کو 70 سال کی مسافت کی مدت تک جہنّم سے دور کر دے گا۔

، قال رسول اللہ ﷺ تسحّروا فاِنَّ فی السُّحور برکۃً (بخاری و مسلم)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ کے لئے سحری کھایا کرو یقیناً سحری کھانے میں برکت ہے۔

عَن ابی ھریرۃؓ قال قال النبی ﷺ ''من لم یَدَعُ قولَ الزور و العمل بہ فلیس للّٰہ حاجۃٌ فی اَنْ یدعُ طعامَہ و شرابہ. (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص روزے کی حالت میں جھوٹی بات کہنے اور جھوٹ پر مبنی کام کرنے سے باز نہیں آتا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکے اور پیاسے رہنے کی کوئی حاجت نہیں۔

رغبت دل سے ہو پابند نماز و روزہ
نظر انداز کوئی حصۂ احکام نہ ہو
(حضرت المصلح الموعودؓ)

انسانی جسم

ایک حیرت انگیز تخلیق

دل: انسان کا دل ایک دن میں 27949.3 لیٹر خون 99,776.6 کلومیٹر لمبی خون کی ناڑیوں میں پمپ کرتا ہے۔ Hollow muscle کے ذریعہ زندگی بھر میں پمپ کیا جانے والا خون چاند کی طرف روانہ ہونے والے راکٹ کے ایندھن کی ٹینکی کو ۵۶ مرتبہ بھرنے کے لیے کافی ہوتا ہے۔

دماغ: 1.36 کلوگرام وزنی یہ عضو ۷۰ سال کے دوران ۱۰۰ ٹرلین بٹ کی معلومات کو اپنے اندر محفوظ رکھتا ہے۔ یہ اتنا ہی ہے جتنا انسائیکلو پیڈیا بریٹینکا کی ۵ لاکھ جلدوں میں درج ہوتا ہے۔ اور اگر اس کا ڈھیر لگایا جائے تو یہ 711.31 کلومیٹر پر مشتمل ہوگا۔ اپنے محدود سائز (محض 1.3608 کلوگرام) اور انتہائی کم طاقت کے استعمال (۲۰ واٹ کے ایک بلب کے برابر) اور معلومات کو محفوظ رکھنے کی حیرت انگیز استعداد (یعنی ۱۰۰ ٹرلین بٹ کی معلومات) جیسے امور کی وجہ سے یہ دنیا کے کسی بھی جدید ترین اور ترقی یافتہ کمپیوٹر سے تیز اور بہتر کام کرتا ہے۔ ایک وقت میں ہمارا دماغ عارضی یادداشت میں سات امر تک محفوظ رکھ سکتا ہے۔ ہمارے جسم کے طویل ترین سیل neurons ہوتے ہیں جو تقریباً 1.2 میٹر لمبے ہوتے ہیں۔ ایک مکمل انسانی دماغ میں ۱۰۰ کھرب نیورون ہوتے ہیں۔ اگرچہ ذہانت کے لیے نیورون کی تعداد اس قدر اثر انداز نہیں ہوتی جس قدر کہ انکے آپسی روابط کا اثر ہوتا ہے۔ یہ روابط پیدائش کے آخری لمحات میں شروع ہوتے ہیں اور یہ نیٹ ورک دو سال کی عمر تک بڑھتا رہتا ہے۔ یہ نیورون آپس میں neutransmitters یا کیمیائی پیغام رساں کے ذریعہ رابطہ کرتے ہیں۔

خون: انسانی جسم میں ۹۶،۰۰۰ کلومیٹر لمبی خون کی نسیں ہوتی ہیں۔

خون میں Plasma، آر بی سی (Red Blood Cells/erythrocytes)، ڈبلیو بی سی (white blood cells/leukocytes) اور Platelets ہوتے ہیں۔

پلازما میں ۹۰٪ پانی، ۷٪ پروٹین، اور دیگر غذائی اشیاء، نمک، نائٹروجن کا فضلہ، کاربن ڈائی آکسائڈ اور ہارمون وغیرہ ہوتے ہیں۔

پھیپھڑے: انسان آرام کی حالت میں ایک منٹ کے دوران ۱۳ سے ۱۷ مرتبہ سانس لیتا ہے جب کہ یہی فعل وہ ورزش کے دوران ۸۰ مرتبہ تک دوہراتا ہے۔ ہم اپنی زندگی کے دوران اوسطاً 295.261m لیٹر ہوا کھینچتے ہیں۔ پیدائش کے دوران بچہ جھٹکے سے پہلا سانس لیتا ہے۔ عضلات کا کھنچاؤ، چھاتی کے کھلنا اور اندرونی ہوا کے دباؤ کے کمی کی وجہ سے بچہ مزاحمت میں اپنا منہ کھولتا ہے اور ہوا اندر داخل ہوتی ہے اور اس طرح ایک چھوٹا بچہ ایک منٹ میں ۶۰ مرتبہ سانس لیتا ہے۔

جگر: تقریباً ۱۰۰۰ مختلف کام کرتا ہے۔ جن میں یہ ہارمون کے توازن کو برقرار رکھتا ہے، کولیسٹرول، خون کے منجمد ہونے اور مختلف زہروں کو کنٹرول میں رکھتا ہے۔ جگر وہ واحد عضو ہے جو دوبارہ بن جاتا ہے حتیٰ کہ اگر دوتہائی سے زائد حصہ کو بھی ہٹادیا جائے تب بھی ایک نیا جگر پیدا ہوسکتا ہے۔

معدی نظام (The Elimentary System): معدی نالی کی لمبائی 9.14 میٹر ہوتی ہے جو منہ سے anus تک ممتد ہوتی ہے۔ یہ کھانے کو باریک ذرات میں تبدیل کرتی ہے اس میں سے غذائی حصہ کو انسانی جسم کے سب سے بڑے عضو یعنی 1.36 کلووزنی جگر میں منتقل کردیا جاتا ہے۔

جسم: انسانی جسم میں 6.096 میٹر لمبی چھوٹی آنتیں ہوتی ہیں اور چھ بڑی ہوتی ہیں۔ صرف انہیں کا سطحی رقبہ انسانی جلد کے رقبہ کا پانچ گنا ہوتا ہے۔ آنتیں ایک منٹ میں 2.54 سینٹی میٹر کی رفتار سے اپنا کام کرتی ہیں۔ یعنی ۷۰ سال کے دوران 40.64 میٹر یک ٹن وزنی غذا کو۔

ہڈیاں: انسانی جسم میں کل ۲۰۶ ہڈیاں ہیں۔ سب سے لمبی ہڈی Femur یا ران کی ہڈی ہوتی ہے۔ سب سے چھوٹی ہڈی stapes یا stirrup bone کہلاتی ہے۔ سب سے مضبوط ہڈی shin یا پنڈلی کے اوپر کی ہڈی ہوتی ہے جو گھٹنے اور ٹخنے کو جوڑتی ہے۔ یہ ۱۶۰۰ کلو تک وزن کو برداشت کرسکتی ہے۔

پیر: ایک عام انسان اوسطاً اپنی زندگی میں ایک کھرب قدم چلتا ہے۔

عضلات (muscle): انسانی جسم میں ۶۳۹ عضلات ہوتے ہیں جو انسان کے کل وزن کا ۴۰٪ ہوتے ہیں۔ مسکرانے کے لیے ۱۷ عضلات کی ضرورت ہوتی ہے اور کسی کو گھورنے کے لیے ۴۲ عضلات استعمال ہوتے ہیں۔ سب سے بڑا عضلہ gluetus maximus ہے اور سب سے چھوٹا عضلہ stapadius muscle ہے۔

زبان: ہماری زبان پر ۱۰،۰۰۰ سے زائد مزا چکھنے والے buds ہوتے ہیں جو ہر ہفتہ بدلتے رہتے ہیں۔ یہ ۵۰۰ مختلف ذائقوں کو پکڑ سکتا ہے۔

ناک: ہماری ناک ۲۰۰۰ سے ۴۰۰۰ مختلف بو سونگھ سکتی ہے۔

آنکھ: انسان اپنی آنکھوں کی مدد سے ۱۰،۰۰۰ رنگوں کو پہچان سکتا ہے اور 1.6 کلومیٹر دور پڑی موم بتی کو دیکھ سکتا ہے۔ ہم روزانہ آدھا گھنٹہ پلکیں جھپکانے میں ہی صرف کردیتے ہیں۔

(بشکریہ Manorama Yearbook 2003)

رپورٹ ہائیکنگ
جامعہ احمدیہ قادیان
26 مارچ تا 8 اپریل 2003ء

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ جامعہ احمدیہ قادیان کے درجہ ثانیہ کے طلباء کو امسال Hiking پر جانے کا موقعہ ملا۔ یہ Tour استاذی المحترم مولوی عطاء المجیب صاحب لون کی قیادت میں ہوا۔ الحمد للہ کہ کلاس کے جملہ طلباء نے اس میں شمولیت کی۔ طلباء کے نام اس طرح ہیں:

1۔ مکرم سید کلیم احمد صاحب 2۔ مکرم طیب احمد خان صاحب 3۔ مکرم تبریز احمد صاحب ظفر 4۔ مکرم محمد یوسف صاحب پڈر 5۔ مکرم غلام عاصم الدین صاحب 6۔ مکرم فقیر الدین خان صاحب 7۔ مکرم افضل خان صاحب 8 مکرم ٹی۔ امیر الدین صاحب اور 9۔ خاکسار صمد احمد غوری

Hiking کے لئے مکرم مولوی صاحب موصوف کی ہدایات کے مطابق تمام تیاریاں قبل ازیں ہی مکمل کر لی گئی تھیں۔ مؤرخہ 26/مارچ 2003ء کو صبح 30-8 بجے مکرم و محترم مولانا محمد حمید صاحب کوثر قائم مقام پرنسپل جامعہ احمدیہ کی اجتماعی دعا کے بعد ہم قادیان سے دھرمشالہ بذریعہ بس روانہ ہوئے۔ شام قریباً 00-6 بجے دھرمشالہ پہنچتے ہی ہم قیام کی جگہ تلاش کرنے میں لگ گئے۔ اور پھر اللہ کے فضل سے ہندوؤں کے ایک مندر میں جہاں سراء بھی تھا رہنے کے لئے جگہ مل گئی۔ جامعہ کی طرف سے ہائکنگ پر آنے والے طلباء دھرمشالہ میں عموماً یہیں قیام کرتے ہیں اور محض جماعت کی نیک نامی اور خوش خلقی کی بناء پر وہاں کے پنڈت ہمیں قیام کی اجازت دیتے ہیں۔

اگلے دن مؤرخہ 27/مارچ کو ہم McLeod Ganj کے لئے پیدل روانہ ہوئے۔ عام راستہ کے بجائے ہم ایک الگ Track کے ذریعہ گئے، جو مقامی طور پر 'کھڑا ڈنڈا' کے نام سے معروف ہے۔ اپنے نام کے عین مطابق یہ راستہ بالکل سیدھی چڑھائی پر بنایا گیا ہے اور بہت ہی کم لوگ یہاں سے گزرتے ہیں۔ McLeod Ganj کی دوری دھرمشالہ سے سڑک کے راستہ 11 کلومیٹر بنتی ہے لیکن اس Track سے یہ دوری کم ہو کر محض 9 کلومیٹر رہ جاتی ہے۔ تقریباً 45 منٹ کی شدید چڑھائی کے بعد ہم McLeod Ganj پہنچ گئے۔ یہ شہر سطح سمندر سے 1779 میٹر کی اونچائی پر آباد ہے۔ شہر سے 3 کلومیٹر کی دوری پر Dal Lake ہے۔ اس جھیل کی اونچائی سطح سمندر سے 1806 میٹر ہے۔ یہ جھیل چاروں طرف سے Devdar کے تناور درختوں اور بلند و بالا سرسبز پہاڑوں سے گھری ہوئی ہے۔ کچھ دیر تک یہاں کے دلفریب نظاروں سے مستفید ہونے کے بعد ہم پہاڑی پر آباد ایک گاؤں Naddi کے لئے روانہ ہوئے۔ یہ جھیل سے ایک کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔ Naddi پہنچنے کے بعد ہم پہاڑیوں کے ساتھ بنے ہوئے Tracks کے ساتھ ساتھ 5 کلومیٹر آگے تک گئے۔ یہاں کا منظر پہاڑیوں کے خوشنما سلسلوں کے ساتھ ساتھ نہایت ہی سرسبز و شاداب ہے۔ چاروں اطراف نظر آتے سرسوں کے پھول یہاں کے سماں کو اور بھی دوبالا کرتے ہیں۔ ان دلفریب مناظر سے کافی دیر تک محظوظ ہونے کے بعد ہم نے دوپہر کا کھانا کھایا اور باجماعت نماز ظہر و عصر ادا کر کے واپس روانہ ہوئے۔ دھرمشالہ پہنچتے پہنچتے 6:00 بج گئے۔ اس روز ہم 30 کلومیٹر پیدل چلے۔

مؤرخہ 28/مارچ کو علی الصبح ہم Triund کے لئے روانہ ہوئے۔ 'کھڑے ڈنڈے' کی چڑھائی چڑھتے ہوئے Dharamkot پہنچے۔ Triund کی چڑھائی میں پہلے 10 کلومیٹر لگاتار چڑھائی کرنی پڑتی ہے۔ جسکے بعد Track قدرآسان ہو جاتا ہے۔ لیکن آخری حصہ انسان کے حوصلہ اور ہمت کا امتحان ہے۔ راستہ میں ہی ہمیں برف کے دیدار کرنے کو ملے۔ الحمد للہ۔ Triund کا کل راستہ دھرمشالہ سے 22 کلومیٹر پر محیط ہے۔ راستہ میں مختلف Restourants اور Huts آتے ہیں، جہاں انسان تازہ دم ہو سکتا ہے۔ لیکن یہاں پر موجود اشیاء کی قیمت چڑھائی کے ساتھ بڑھتی جاتی ہے۔ بہرحال بہت جدّ و جہد کے بعد ہم لوگ کسی طرح Triund کی چوٹی پر پہنچے۔ چوٹی پر پہنچ کر ہم نے جو نظارہ دیکھا وہ ہمارے خواب و خیال میں بھی نہیں تھا۔ تاحدّ نظر گھاس کے ہرے میدان پھیلے ہوئے تھے جن پر جابجا برف پڑی ہوئی تھی اور نظروں کے ٹھیک سامنے Dhouladher کی برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیاں ہمارے استقبال کے لئے سینہ تانے کھڑی ہوئی تھیں اور اس پر مزید یہ کہ آسمان نے اپنے سفید اور سیاہ بادلوں سے ان کو ڈھانپ رکھا تھا۔ خدا کی قدرت کچھ ہی دیر میں Triyond کی چوٹی پر بھی بادلوں کی آمد ہوئی اور ہم کچھ دیر تک بادلوں میں چھپ گئے۔ خدا تعالیٰ کے اس حسین و جمیل کارنامہ قدرت کو دیکھ کر لبوں سے بے اختیار سبحان اللہ نکل گیا۔ یہ چونکہ جمعہ کا دن تھا اس لئے ہم نے دوپہر کے کھانے کے بعد برف سے ڈھکی اس چوٹی پر نماز جمعہ ادا کی جو استاذی المحترم مولوی عطاء المجیب صاحب لون نے پڑھائی۔

ہم Triund کی چوٹی پر سطح سمندر سے 2827 میٹر کی بلندی پر کھڑے تھے۔ یہاں پر ہم نے کئی یادگار تصاویر لیں اور قریب تین گھنٹوں تک یہاں کے حیرت انگیز منظر سے محظوظ ہونے کے بعد سرائے کی طرف عود کیا۔ جتنی زیادہ پریشانی چڑھنے میں ہوئی تھی اس سے کئی گنا زیادہ مشکل اُترتے وقت ہوئی۔ دھرمشالہ میں پہنچتے پہنچتے رات ہو گئی۔ اس دن ہم نے 42 کلومیٹر

پیدل سفر کیا۔

مؤرخہ 29 مارچ کو ہم بارش کی وجہ سے زیادہ دور نہیں جا سکے اور دھرمشالہ شہر میں ہی گھومتے رہے۔ یہاں پر ہم نے کانگڑہ میوزیم دیکھا جس میں کانگڑہ کا وہ قلعہ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان ظاہر ہوا، کی بہت بڑی Painting موجود ہے جس میں 1905ء کے زلزلہ سے پہلے موجود قلعہ کے منظر کو پیش کیا گیا۔ کانگڑہ قلعہ شہر سے 6 کلومیٹر کی دوری پر اونچی پہاڑیوں پر واقع ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ قلعہ مہابھارت کے وقت کا ہے۔ اس قلعہ پر 1620ء میں بادشاہ جہانگیر نے قبضہ کیا تھا اور یہاں ایک مسجد بھی تعمیر کروائی تھی۔ اپنے تاریخی اہمیت کے علاوہ یہ قلعہ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں بھی بہت اہمیت کا حامل ہے۔ یہاں پر حضور علیہ السلام کی اس انذاری پیشگوئی کے عین مطابق ٹھیک 4 اپریل 1905ء کو کانگڑہ اور اسکے ارد گرد کی سینکڑوں میل کی زمین پر زبردست زلزلہ آیا۔ 20,000 جانوں کا نقصان ہوا اور بڑی بڑی عمارتیں زیر و زبر ہو گئیں۔ پس کانگڑہ کا یہ قلعہ حضورؑ کی اس صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے جو متلاشیانِ حق کے لئے ہدایت کا موجب ہے۔

مؤرخہ 29 مارچ کو ہی ہم بذریعہ بس 6 بجے منالی کے لئے روانہ ہوئے۔ منالی دھرمشالہ سے 257 کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔ چنانچہ اگلے روز مؤرخہ 30 مارچ کو صبح 6 بجے ہم لوگ منالی میں تھے۔ صبح صبح رہائش کے لئے جگہ ڈھونڈی گئی اور بالآخر ایک ہوٹل بہت ہی اچھا اور بہت ہی کم کرایہ پر مل گیا۔

صبح تقریباً 10 بجے ہم Hadimba Devi کا مندر دیکھنے کے لئے روانہ ہوئے۔ یہ مندر شہر سے 1 1/2 کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔ Dhungri پہاڑ پر واقع یہ مندر راجہ بہادر سنگھ نے 1553ء میں 'پگوڈا' کی طرز پر بنایا تھا۔ مندر کی لکڑی کی دیواروں پر جا بجا دیوی دیوتاؤں کی تصاویر کندہ کی گئیں ہیں۔ اس دن منالی میں بارش ہو رہی تھی جس کی وجہ سے ہم مندر اور اس کے ارد گرد کے مناظر کا مشاہدہ کر پائے

اگلے دن مؤرخہ 31 مارچ کو ہم برف دیکھنے کے لئے Rohtang Pass کی طرف چل پڑے جو منالی سے 51 کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔ اس دن ہمارے لئے ایک بہت بڑی خوشی کا باعث یہ تھا کہ گزشتہ شب ہی منالی کے پہاڑوں پر برفباری ہوئی جس کی وجہ سے ہمارے سامنے کی پہاڑیاں تازہ برف سے چمک رہی تھیں۔ دریائے بیاس کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے ہم لوگ Palchan کے بعد Kothi پہنچے جہاں پر ہمیں برف ملی۔ لیکن ہم اور 4 کلومیٹر چل کر گلابا پہنچے جو پوری طرح برف سے ڈھکا ہوا تھا۔ پھر ہم برف کی پہاڑیوں کے اوپر چڑھتے ہوئے مزید 1 کلومیٹر آگے گئے۔ یہاں پہنچ کر ہماری ساری تھکان دور ہو گئی۔ تقریباً دو گھنٹہ برف میں کھیلنے اور تصاویر لینے کے بعد ہم واپس منالی چل پڑے اور رات 10 بجے کے قریب منالی پہنچ گئے۔ اس روز ہم نے قریباً 45 کلومیٹر کا پیدل سفر کیا۔

مؤرخہ 1 اپریل کو ہم منالی سے کُلو کی طرف جانے والی روڈ پر پیدل سفر کیا اور دریائے بیاس کے ساتھ ساتھ تقریباً 15 کلومیٹر تک گئے اور راستہ میں دریاء پر بنی Rope Way کے ذریعہ دریا پار کیا۔ پھر واپس منالی آ کر ہم رات منالی شہر کی Tibbetian Market میں گھومتے رہے۔ اس طرح اس دن ہم تقریباً 33 کلومیٹر چلے۔

مورخہ 2 اپریل کی صبح ہم بذریعہ بس کُلو گئے اور وہاں پر Singh Sabha کے گردوارہ میں دو دن اور ایک رات قیام کیا۔ پہلے دن ہم بجلی مہادیو مندر دیکھنے بذریعہ بس کے لئے گئے۔ یہ کلو سے قریباً 23 کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے اور یہاں پہنچنے کے لئے پہاڑی کی بالکل کھڑی چڑھائی سر کرنی پڑتی ہے۔ یہ سفر دلوں کو دہلا دینے والا ہے کیونکہ بس اگر اپنے راستہ سے ذرا بھی ادھر ادھر ہوئی تو سیدھا پہاڑ کے نیچے گرنے کا خدشہ رہتا ہے۔ بہرکیف قریباً 2 گھنٹوں کے بعد ہم مندر کے قریب موجود بس اڈے پہنچے۔ جہاں سے مندر کے لئے تین کلومیٹر تک سیڑھیوں کا راستہ ہے۔ جس کو طے کرنے کے بعد پہاڑ کی چوٹی پر ہم پہنچ گئے۔ یہاں سے کلو کا نظارہ نہایت ہی پیارا ہے۔ پہاڑ کے بالکل اوپر ایک مندر بنا ہوا ہے جس کی دیواریں لکڑی سے تعمیر شدہ ہیں۔ کچھ دیر کے بعد ہم نے کلو کی طرف عود کر لیا۔ اس دن ہم قریبا 20 کلومیٹر چلے۔

مورخہ 3 اپریل کو ہم منیکرن دیکھنے کے لئے بذریعہ بس گئے۔ یہ جگہ کلو سے 42 کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔ یہاں پر جا بجا گرم چشمے ہیں چنانچہ سکھوں نے یہاں اپنا گردوارہ بنا لیا اور اس کے اندر ایک گرم گفا بنائی گئی ہے جو ان اُبلتے ہوئے چشموں کی وجہ سے نہایت ہی گرم رہتی ہی۔ ہندو اور سکھ لوگ وہاں پر اسے متبرک اور مقدس سمجھتے ہوئے غسل بھی کرتے رہتے ہیں۔ گردوارہ کے اوپر کی منزل میں ایک بڑا لنگر بھی ہے جہاں مسلسل مسافرین کھانا کھاتے رہتے ہیں۔ ہم نے بھی وہاں جا کر کھانا تناول کیا۔ یہاں پر چاول بجائے آگ پر پکانے کے ان اُبلتے چشموں کے پانی سے ہی پکائے جاتے ہیں۔ گردوارہ کے ساتھ ہی ایک نہایت ہی ٹھنڈے پانی کا دریا بہ رہا ہے اور اس کے کنارہ پر ہی یہ ابلتے ہوئے چشمے نہایت ہی حیرت انگیز ہیں۔ افسوس کہ لوگ خدا تعالیٰ کی اس بے مثال قدرت کو حقیر انسان کی کرامات قرار دے کر شرک میں مبتلا ہو گئے۔ گردوارہ کے ساتھ ہی ایک بازار بھی ہے جہاں پر لکڑی کی بنی ہوئی کئی خوبصورت اشیاء دستیاب ہیں۔ بازار گھومنے کے بعد ہم واپس کلو کے لئے روانہ ہو گئے اور شام قریبا 5 بجے ہم کلو پہنچ گئے۔

اس روز شام چھ بجے ہم بذریعہ Bus شملہ کے لئے روانہ ہوئے۔ اور اگلے دن مؤرخہ 4 اپریل کو صبح 5 بجے ہم ہماچل پردیش کے دارالحکومت شملہ میں موجود تھے۔ صبح کے ہلکے ہلکے اندھیرے میں شملہ کی جگمگاتی ہوئی

روشنیوں کو بلندی سے دیکھنا ایک خوبصورت تجربہ تھا۔ پہنچنے کے بعد ایک ہوٹل پہنچے جہاں ہم نے شملہ کے تین دن اور دوراتیں گزاریں۔

'شملہ' سطح سمندر سے 2213 میٹر کی بلندی پر آباد ہے۔ اِسے Queens of Mountains بھی کہا جاتا ہے۔ شملہ 19ویں صدی کے شروع میں نیپال کے راجہ کے زیرِ تسلّط تھا لیکن انگریزوں نے 1814ء کی گورکھا لڑائی میں اسپر قبضہ کرلیا۔ تب سے شملہ انگریزوں کا پسندیدہ مقام بنا رہا۔

ناشتہ و دیگر ضروریات سے فارغ ہوکر ہم The Mall پہنچے۔ یہ انگریزوں کی بنائی ہوئی ایک نہایت ہی کشادہ روڈ ہے جو مختلف دوکانوں، ہوٹلوں اور ریسٹورانوں سے مزین ہے جو سیاحوں کی کشش کا موجب ہیں۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ پہلی جنگِ عظیم سے پہلے ہندوستانیوں کو یہاں داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی۔

The Mall کے اوپر Ridge کا مشہور میدان ہے۔ اسی جگہ Angilician Christ Church کی مشہور عمارت ہے جو 1857ء سے یہاں کھڑی ہوئی ہے۔

مؤرخہ 5/اپریل کو ہم Kufri کے لئے روانہ ہوئے۔ یہ مقام شملہ سے 18 کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے اور سطح سمندر سے اس کی بلندی 2633 میٹر ہے۔ یہ مقام ماہِ دسمبر سے مارچ تک برف سے ڈھکا رہتا ہے اور Skiing کرنے والوں کی یہاں بھیڑ ہوتی ہے۔ یہیں پر وہ مشہور عمارت ہے جہاں شملہ سمجھوتا ہوا تھا۔ آج کل یہ عمارت Beer bar بنی ہوئی ہے۔ ان سب مقامات کو دیکھنے اور یہاں پر یادگاری تصاویر لینے کے بعد ہم واپس شملہ روانہ ہوئے۔ واپسی میں ہم نے 13 کلومیٹر کا سفر پیدل طے کیا۔ راستہ میں Kufri میں واقع وہ پہاڑ آتے ہیں جو خوبصورت دیودیار کے درختوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ اس طرح اس دن ہم نے 25 کلومیٹر پیدل سفر کیا۔

مؤرخہ 6/اپریل کو ہم صبح 10 بجے مقامی معلم کے ساتھ شملہ کے معروف مقامات دیکھنے کے لئے گئے۔ اس دوران ہم نے Viceroy Hall دیکھا جو آج کل Advanced Study Centre کے نام سے مشہور ہے۔ یہ عمارت باہر سے مکمل پتھر کی بنی ہوئی، بہترین نقش و نگاری کا نمونہ اور نہایت ہی دیدہ زیب ہے۔ یہ عمارت 1888ء میں ایک انگریز وائسرائے نے بنائی اور حکومت برطانیہ کے ہندوستان پر تسلط کے دوران یہاں پر کل 13 وائسرائے رہے۔ آزادیء ہند کے بعد یہاں ہندوستان کے صدر جمہوریہ موسم گرما میں آکر رہا کرتے تھے۔ لیکن 20/اکتوبر 1965ء کو Dr. Sir Radha Krishnan نے اسے ہندوستان کے علمی میدان کے چنندہ متخصصین و محققین کے لئے Advanced Study Centre میں تبدیل کردیا اور اس میں ایک بہت ہی بڑی لائبریری بنائی جس میں دو لاکھ کتابیں موجود ہیں اور آج تک اس میں متخصصین ازدیادِ علم کے لئے آتے ہیں۔ ہمیں اس عمارت کے اندر نچلی منزل میں جانے کا بھی موقع ملا۔ اندر سے یہ عمارت لکڑی کی بنی ہوئی ہے۔ اس کی تعمیر کے لئے 1985ء میں خاص طور پر کشمیر سے اخروٹ کی اور بنگال سے ساگوان کی لکڑی منگوائی گئی تھی۔ اندرونی حصہ میں ابھی بھی وہی Furniture اور پردے لگے ہوئے ہیں جو آج سے 120 سال قبل تھے حتی کہ بجلی کے Switches بھی آج تک نہیں بدلے گئے۔ اس کی قدامت اپنی خوبصورتی میں حیرت انگیز ہے۔ اس کے بعد وہاں پر واقع Kangra Meuseum اور دیگر مقامات کی زیارت سے مستفید ہوتے ہوئے ہم واپس ہوٹل پہنچے اور باقی دن Mall Road پر گزارا۔ اس روز ہم نے 22 کلومیٹر کی سیر کی۔

مورخہ 7/اپریل کی صبح ہم شملہ سے بذریعہ Narrow Guage Train (Toy Train) 'کالکا' کے لئے روانہ ہوئے۔ شملہ سے کالکا تک کا تمام راستہ ہری بھری پہاڑیوں اور وادیوں سے ہوتا ہوا گزرتا ہے۔ یہ Track 1903-1904ء میں دو سال کی انتھک محنت کے بعد معرض وجود میں آیا۔ سفر کے دوران Train کل ملاکر 103 سرنگوں سے گزرتی ہے جسمیں سے سب سے لمبی سرنگ 1143.6 میٹر لمبی ہے۔ تقریباً 6 گھنٹے کے سفر کے بعد ٹھیک 4:00 بجے کالکا ریلوے اسٹیشن پر اُترے۔ کالکا پہنچنے کے ساتھ ہی گرمی کا احساس ہونے لگ گیا تھا۔ کالکا سے بذریعہ Train امرتسر تک سفر کیا اور مورخہ 8/اپریل کی صبح 6 بجے امرتسر سے بٹالہ پہنچے اور بٹالہ سے بذریعہ بس 11:10 پر ہم قادیان دارالامان بخیر و عافیت پہنچ گئے۔ آتے ہی محترم مولانا بشیر احمد صاحب طاہر پرنسپل جامعہ احمدیہ و دیگر اساتذہ سے ملاقات کی جو بڑی شدت سے ہمارے منتظر تھے۔

اس ہائی کنگ ٹور کی خصوصیات

☆ Hiking کے سفر میں ہم نے کل 260 کلومیٹر پیدل سفر کیا۔ جس میں نصف سے زائد پہاڑوں پر نہایت ہی دشوار گزار راستوں پر چڑھائی کی۔ اس سفر میں سب سے زیادہ اونچائی پر کیا گیا سفر 2827 میٹر تھا ☆ تمام ایام طلباء نے خود کھانا پکایا، جس سے اخراجات میں غیر معمولی کمی واقع ہوئی۔ ☆ ہر روز نماز باجماعت کا باقاعدگی سے التزام رہا۔ اسی طرح نماز فجر کے بعد تلاوت قرآن کریم کا بھی اہتمام رہا۔ ہر دو جمعہ کے دنوں میں نماز جمعہ بھی ادا کی گئی۔ ☆ لمبے سفر کے موقع پر اجتماعی دعا کے ساتھ سفر شروع کیا جاتا رہا۔ ☆ موقعہ کی مناسبت سے تبلیغ بھی کی گئی۔

محض اللہ تعالیٰ کے بے حد فضل و کرم سے ہمارا یہ hiking کا پروگرام ہر جہت سے کامیاب رہا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو اسکی برکات سے ہمیشہ متمتع فرماتا رہے۔ امین

(رپورٹ مرتبہ: خاکسار صمد احمد غوری متعلم جامعہ احمدیہ قادیان)

مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کی طرف سے گذشتہ ماہ ہفتہ شجرکاری کا انعقاد کیا گیا۔
اس موقعہ پر مکرم مولوی عطاء الٰہی احسن غوری صاحب مہتمم مقامی (درمیان میں) پودا لگاتے ہوئے۔
تصویر میں مکرم تبریز احمد صاحب ظفر معتمد مجلس (بائیں جانب) اور مکرم سید کلیم احمد صاحب ناظم اطفال (دائیں جانب) بھی نظر آ رہے ہیں۔

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ شموگہ (کرناٹک) کا ایک منظر

مؤرخہ ۲۸ رجون ۲۰۰۳ء کو محمود آباد (اڑیسہ) میں خدام و اطفال کا ایک وقار عمل منعقد کیا گیا۔
اس موقعہ پر مکرم شیخ فرید احمد صاحب متعلم جامعہ احمدیہ (بائیں جانب) اور مکرم اظہر الحق صاحب قائد مجلس جائزہ لیتے ہوئے۔

مکرم مولوی حلیم احمد صاحب مبلغ سلسلہ مقامی ایم ایل اے صاحب کی خدمت میں جماعتی لٹریچر پیش کرتے ہوئے۔

مکرم مولوی حلیم احمد صاحب سوال و جواب کی ایک نشست میں نومبائعین کے سوالات کے جوابات دیتے ہوئے۔

گذشتہ ماہ اپریل میں جامعہ احمدیہ کے طلباء نے مکرم مولوی عطاء المجیب صاحب لون کی نگرانی میں ہماچل میں ہائیکنگ کی۔ اس موقعہ پر روہتانگ پاس کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں لی گئی ایک یادگار تصویر۔

Registered with the Registrar of NEWS Papers of India at No. 38951/82 Postal Registration No. Pb (0194)2003

Monthly

MISHKAT

Qadian

Majlis Khuddamul Ahmadiya Bharat Qadian

Editor :- Zainuddin Hamid

Ph.: (91) 1872-220139 (R) 222232
Fax: 220105

Vol. NO.22 **September -October 2003** **No. 9-10**

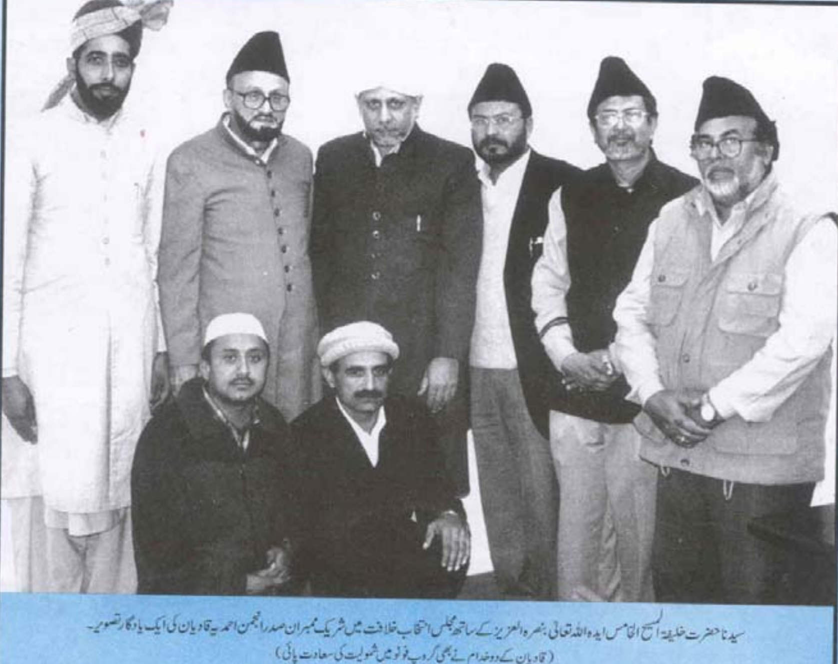

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مجلس انتخاب خلافت میں شریک ممبران صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ایک یادگار تصویر۔
(قادیان کے دو خدام نے بھی گروپ فوٹو میں شمولیت کی سعادت پائی)
(دائیں طرف سے) محترم مولوی جلال الدین صاحب نیر ناظر بیت المال آمد۔ محترم منیر احمد صاحب حافظ آبادی وکیل الاعلیٰ تحریک جدید۔
مکرم مولوی سعادت احمد صاحب جاوید ایڈیشنل ناظر امور عامہ۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ۔
محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان۔ مکرم مولوی برہان احمد صاحب ظفر ناظر نشر و اشاعت۔
(بیٹھے ہوئے دائیں سے) مکرم چودھری انس احمد صاحب آف قادیان حال نمائندہ مشکوٰۃ بیلجیم، مکرم برہان الدین صاحب چراغ آف قادیان

Tara's Dynamic Body grow

India's No.1 Weight Gainer for All

Weight Gain
& **Weight Lose** باڈی گرو کھاؤ، باڈی بناؤ

WHOELSALE & RETAIL AVAILABLE AT: **BODY GROW GYM**

Santosh Complex, Beside Yadagiri 70mm, Santosh Nagar
M.A. Saleem, Hydrabad (A.P.) Ph. 040-24532488, (Gym) 24443036 (R), Cell-6521162